

تعارف
علمائے دیوبند

مجدد مسکات، عاشق رسول، تلامذہ شریف، شفیق اوکاڑوی علیہ السلام

ضیاء القرآن پبلیکیشنز

لاہور، پاکستان



ذخیرہ صاحبزادہ میاں تمہیل احمد شرقپوری، نقشبندی مجذبی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا



5149

تعارف

علماء دیوبند

تصنیف لطیف

خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع رحمتی اور کارویں علیہ رحمۃ اللہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور — کراچی — پاکستان

81045

جملہ حقوق بحق پسران خطیب پاکستان محفوظ ہیں

تعارف علماء دیوبند	نام کتاب
مجدد مسلک اہلسنت مولانا محمد شفیع اذکاروی رحمۃ اللہ علیہ	مصنف
جون 2004ء	اشاعت
دو ہزار	تعداد
ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور	ناشر
1Z116	کمپیوٹر کوڈ
57/- روپے	قیمت

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 7221953 فیکس: 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7247350-7225085

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس: 021-2210212

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Website:- www.ziaulquran.com



مصطفیٰ اسحاقی خوش را که دین ہمراوست
اگر بہ اونہ رسیدی تمام بولہبی است
(علامہ اقبال)



انتساب

بعضود

امام اہل سنت

مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت

عظیم البرکت، علامہ مولانا

شاہ احمد رضا خان

صاحب (بریلوی)

قدس اللہ بصرہ و نور اللہ مرتدہ

بتوشیح

مکین دیار رحمۃ اللعالمین

نائب اعلیٰ حضرت صاحب الفضیلۃ والارشاد

قبلہ مولانا

ضیاء الدین احمد القادری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عالم کی موت کہتے ہیں عالم کی موت ہے

اپنے کیسے پہ موت پشیمان ہے آج بھی

خادم اہل سنت

بندہ!

محمد شفیع اوکاڑوی غفرلہ

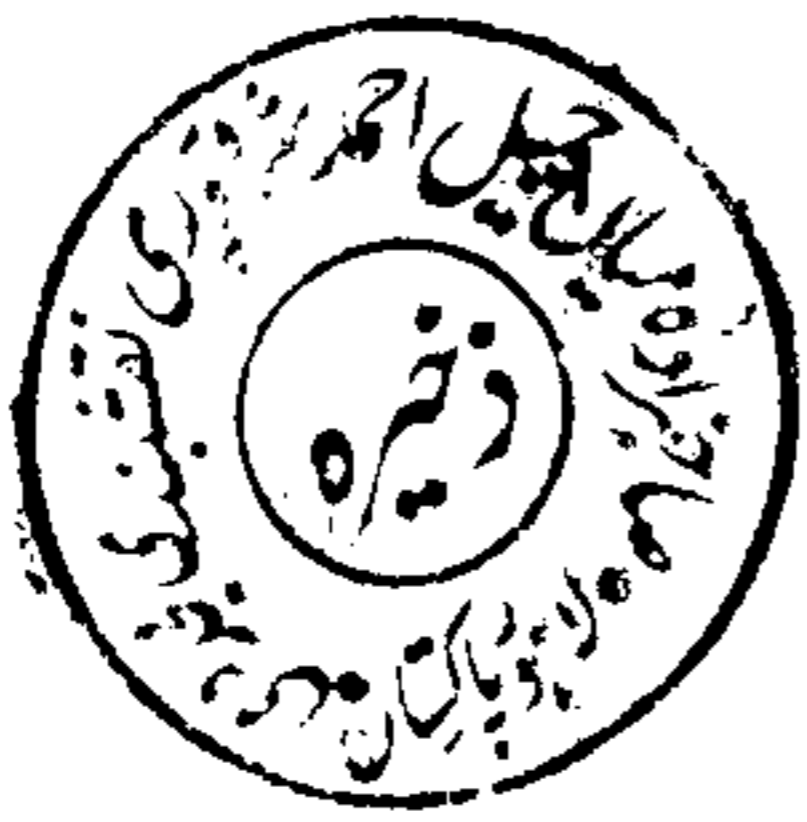
فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۳	گنگوہی صدیق و فاروق ہیں	۶	عرض ناشر
۳۴	گنگوہی صدیق و شہید صالح ہیں	۸	نگاہ اولیں
۳۴	گنگوہی جنید و شبلی اور غوث اعظم ہیں	۱۱	تصویر کا پہلا رخ
۳۴	گنگوہی شیخ اکبر اور محی الدین گیلانی ہیں	۱۱	مولوی رشید گنگوہی مہربانی خلاق ہیں
	گنگوہی کے آگے اولیاء کی گزشتہ	۱۲	گنگوہی کی مہمانی
	ختم ہیں۔	۱۲	گنگوہی کے بندے
	امام بخاری و غزالی، خواجہ حسن بصری	۱۵	عبد معنی بندہ عابد یا غلام
	وغیرہ گنگوہی کے دم سے زندہ تھے۔	۱۶	گنگوہی، خدایا رسول کا ثانی
	نص قرآنی سے گنگوہی ہدایت کے	۱۸	مکہ میں گنگوہی کی یاد
	پرناے تھے۔	۱۹	گنگوہی کی قبر مثل طور
	مولوی اشرف علی تھانوی کے مرید کے	۱۹	گنگوہی حاجت روا اور مشکل کشا
	خواب اور بیداری کا واقعہ (اشرف علی	۲۰	گنگوہی کا حکم خدا کے حکم سے بڑا
	رسول اللہ)	۲۰	داع غلامی تغلے مسلمان
	دیوبندی حضرات سے سوال	۲۲	انبیاء سے تشبیہ
	ایک اور کشف (حضرت عائشہ کی توہین)	۲۲	گنگوہی حضور کی نظیر تھے۔
	ایک اور خواب (اردو کلام)	۲۳	گنگوہی نور مجسم تھے
	ایک اور خواب (حضور باورچی)	۲۳	گنگوہی آفتاب ہیں

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۶	توہین و تنقیص علم رسالت	۳۳	چند اور خواب
	شیطان کا علم حضور کے علم سے	۳۳	خواب (حضور بصورت اشرف علی)
۴۷	زیادہ ہے	۳۳	خواب
	حضور کے علم کے لئے نص قطعی	۳۴	خواب
۴۷	نہیں ہے	۳۴	خواب
۴۹	دیوبندی کفر		خواب (اشرف علی کی نماز جنازہ)
	حضور کا سا علم جانوروں پاگلوں	۳۵	حضور نے پڑھی
۵۰	کو بھی ہے۔	۳۶	خواب (حضور مقتدی)
۵۱	عبارت کفریہ اور علمائے دیوبند		مریدنی خاتون کا خواب (حضور
۵۲	نتیجہ	۳۷	عورت سے بغل گیر ہوئے)
۵۳	ایک اور توجیہ	۳۹	رحمۃ للعالمین صرف حضور نہیں
۵۵	اصل عبارت اور فوٹو	۴۰	حضور سے برابر
۵۶	ایک مغالطہ		شہیدان کربلا کے مرثیہ کا جلانا
۵۷	مخلصین کا مشورہ	۴۱	ضروری ہے۔
۵۹	بدلی ہوئی عبارت		دیوبندیوں کے نزدیک ان کے
۶۱	لطیفہ	۴۱	علماء کا مقام
۶۲	حضور کے علم کی نفی	۴۲	عقیدہ کے متعلق اصول
۶۵	توہین و تنقیص علم رسالت	۴۲	حضور کی توہین کفر ہے
۶۶	مقام مصطفیٰ		کفر کے حکم کا دار و مدار
۶۶	گاؤں کا زمیندار	۴۵	ظاہر پر ہے

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۰۱	علامہ کاظمی کی عبارت	۶۷	انبیاء ذرۃ ناچیز سے کمتر
۱۰۲	فتوے	۶۷	نبی چار سے بھی ذلیل
۱۰۳	نانو تو می کا شعر اور فتوے	۶۸	بڑا بھائی
۱۰۵	نوٹ	۶۹	بھائی
	اللہ کو زمان و مکان اور ترکیب عقلی	۷۰	حضور بے حواس ہو گئے
۱۰۶	سے پاک کہنا کیسا ہے؟	۷۱	محمد یا علی کسی چیز کا مختار نہیں
۱۰۷	جوابات		جو اللہ کی شان میں کسی کو ملاتے
۱۰۸	مولوی اسمعیل دہلوی فتووں کی روشنی میں	۷۵	وہ مشرک ہے
۱۱۰	لطیفہ	۷۶	تک عشرۃ کاملہ
۱۱۱	ملائکہ اور رسول کو طاعت کہنا	۷۸	غیب کی بات کی رسول کو کیا خبر
۱۱۲	تھانوی صاحب کا ترجمہ اور فائدے	۸۰	انبیاء و اولیاء ناکارہ
۱۱۳	من دون اللہ سے مراد بت ہیں	۸۲	پکارنا، نذر و نیاز وغیرہ شرک ہیں۔
	اللہ کو بندے کے افعال کا پہلے سے	۸۳	منتیں ماننا و نذر نیاز کرنی
۱۱۵	علم نہیں ہوتا۔	۸۷	حضور شفیع ہیں
۱۱۶	حضور پر بہتان	۹۱	اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو
	عذاب الہی سے نجات پانا رسول	۹۳	نماز میں حضور کا خیال
	کا کمال ہے	۹۴	حضور آخری نبی ہیں
	ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق	۹۶	آخری نبی ہونے پر کوئی فضیلت نہیں
	گنگوہی کا فتویٰ		کسی اور نبی کے آنے سے ختم نبوت
	سوال و جواب بحوالہ المہند	۹۸	متاثر نہیں ہوتی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۲۶	وغیرہ نادرست اور حرام ہے	۱۱۹	نجدی کے متعلق مولوی حسین احمد مدنی کی عبارت
۱۲۷	فاتحہ پڑھنا کھانے پر بدعت ہے	۱۲۰	عبدالوہاب نجدی کے عقیدے صحابہ کو کافر کہنے والا اہلسنت سے خارج نہیں
۱۲۷	سیوم دہم چہلم ہندوؤں کی رسمیں ہیں۔	۱۲۲	مولوی اسمعیل کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے
۱۲۸	عیدین میں گلے ملنا بدعت ہے	۱۲۳	حلال و حرام
۱۲۸	فتوؤں کا خلاصہ	۱۲۴	مجلس مولود ناجائز ہے
۱۳۰	حلال و طیب کیا ہے	۱۲۵	کوئی عرس اور مولود درست نہیں
	ہندوؤں کے تہواروں کا کھانا		مخفی میلاد میں شریک ہونا ناجائز ہے
۱۳۰	مسلمان کو کھانا درست ہے	۱۲۵	کھانے وغیرہ پر فاتحہ پڑھنا بدعت ضلالت ہے
	ہندو کے سودی روپیہ کی پیاد کا		رجبی شریف کو ختم قرآن و عطاء، شیرینی وغیرہ حضور کو ایصالِ ثواب
۱۳۰	مسلمان کو پانی پینا درست ہے۔	۱۲۶	۲۷ رجب کا روزہ سب بدعت ہے
۱۳۱	کو کھانا ثواب ہے		ذکر شہادتِ امام حسین، سبیل
۱۳۲	کوٹے کا گوشت حلال ہے		
۱۳۲	پاکستانی شراب پیو		
۱۳۳	انختتام		
۱۳۴	طرفہ تماشہ		
۱۳۷	لمحہ منکر یہ		



عرضِ حال

مجددِ مسکبِ اہل سنت خطیبِ پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے پچھن برس کی ظاہری زندگی میں صدیوں کا سفر کیا ہے۔ اُن کی ریاضتوں، درس و تدریس، خطابات، مناظرے، مباحثے، تصنیف و تالیف، اصلاحی تبلیغی مشاغل اور علمی و تحقیقی کام کا جائزہ لیجیے تو یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ مولانا نے اپنی مختصر زندگی میں صدیوں کا کام کیا ہے۔ دُنیا کے ہر بڑے آدمی کا یہی وتیرہ رہا ہے۔ وہ اپنے لیے کم دوسروں کے لیے زندگی زیادہ گزارتا ہے۔ مولانا کے حصے میں جتنے شب و روز آئے تھے وہ انھوں نے غلامانِ رسول کی نذر کر دیئے تھے۔ انھوں نے عاشقی کی زندگی گزارنی تھی۔ ساری زندگی وہ اپنے رسول کا ذکر کرتے رہے۔ اور یہ ذکر حبیب کا فیض تھا کہ چہار سمت مولانا کے طلب گار تھے۔ چار دانگ عالم میں اُن کی سرمستی کی دھوم تھی۔ ہر سُو اُن کی آواز گونجتی تھی۔ وہ اپنے رسول کے نغمے سناتے تھے اور لوگوں کو دیوانہ کرتے تھے۔

وہ تحریکِ پاکستان، تحریکِ ختمِ نبوت، تحریکِ نظامِ مصطفیٰ کے ہراول دستے میں نمایاں طور پر شامل تھے۔ اٹھارہ ہزار سے زائد اجتماعات سے خطاب اُن کا ایک مثالی امتیاز ہے۔ سیکڑوں موضوعات پر تقاریر کے علاوہ دینی اور علمی مسائل پر اُن کی تصنیفات اُن گنت ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں بار بار ان کتب و رسائل کی اشاعت ہوئی۔ اندازِ خطابت اُن کا جتنا دل کش تھا۔ اندازِ تحریر بھی اتنا ہی رواں شگفتہ اور دل نشیں تھا۔

زیر نظر کتاب "تعارفِ علمائے دیوبند" اُن کی تصانیف میں مشہور ہے حضرت مولانا

نے اس میں معتبر اور مستند دلائل و براہین کے حوالے سے حقائق بیان کیے ہیں۔ وہ ہرگز فرقہ واریت کے قائل نہیں تھے۔ اُن کو اس بات کا بہت قلق رہتا کہ مسلمان کہلانے والے صرف ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو وجہ نزاع کیوں بناتے ہیں؟ وہ تو چاہتے تھے کہ ہر کلمہ گو عاشقِ رسول ہو جائے۔

رقابت گو بُری شے ہے مگر یہ حسرت ہے زمانہ مبُتلائے سید ابرار ہو جائے
اس کتاب میں حضرت مولانا مرحوم و مغفور نے ذاتی اختلافات سے قطع نظر اصلاحِ عقائد و اعمال کے لیے اپنی شبانہ روز کی بہترین تحقیق پیش کی ہے، تاکہ کتاب کے مندرجات سے حقیقت واضح ہو جائے اور شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جائے۔

کتاب کا پہلا ایڈیشن کب کا ختم ہو چکا تھا۔ مولانا کی زندگی میں دوسرے ایڈیشن کی تیاری کی جا رہی تھی۔ انھوں نے دوسرے ایڈیشن کے لیے کچھ اضافے بھی کیے تھے اور عنوانات و حوالہ جات تک کام کیا تھا کہ اُن کا بلاوا آگیا۔ پھر تو سب کچھ منتشر ہو گیا۔ دوسرے ایڈیشن میں پھر دیر ہوتی رہی۔ ادھر احباب کا اصرار شدید تھا چنانچہ یہ دوسرا ایڈیشن من و عن شائع کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں اضافہ بھی شامل کر دیا جائے گا۔

نورانی کتب خانہ، گزشتہ تقریباً پچیس برس سے حضرت خطیبِ پاکستان کی کتابوں کی اشاعت کر رہا ہے یہ کوئی کاروباری ادارہ نہیں۔ دین کی خدمت اس کا شعار ہے۔ اب تمام کتب ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور کے تعاون سے اشاعت پذیر ہو رہی ہیں۔ خدا انھیں اور توفیق دے اور حضرت قبلہ مولانا مرحوم و مغفور کے درجات بلند فرمائے اور اُن کے فیضان کو جاری و ساری رکھے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

مخلص؛ ایچ۔ کے۔ نورانی

نگاہ اولیں

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَ
 أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ آمَّا بَعْدُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ .
 برادرانِ اسلام کی خدمت میں نہایت خلوص کے ساتھ گزارش ہے کہ
 اس رسالہ کو اول سے آخر تک ٹھنڈے دل سے غور کے ساتھ ضرور پڑھیں تبصیب
 طرفداری اور شخصیت پرستی سے الگ ہو کر ایمانداری اور حق پرستی سے کام لیں اور
 حق و باطل میں فیصلہ کریں۔ انشاء اللہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن اور واضح
 ہو جائے گی۔

اس رسالہ کے لکھنے کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ عوام و خواص کو
 معلوم ہو جائے کہ علوے مانڈے کا چکر نہیں اور نہ ہی ضد یا ہٹ دھرمی ہے بلکہ
 اصل حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ علماء اہل سنت علماء دیوبند سے کیوں اختلاف
 رکھتے ہیں اور یہ اختلاف اصولی ہے یا فروعی؟

مجھے قومی اُمید ہے کہ جن مسلمانوں کے دلوں میں حضور سید عالم احمد مجتبیٰ
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علی آلمہ و اصحابہ و بارک وسلم کی سچی عقیدت و محبت ہے اور
 وہ آپ کے مرتبہ و مقام، اور آپ کی عزت و عظمت کو جانتے اور سمجھتے ہیں، وہ
 اصل حقیقت کو سمجھ جائیں گے واللہ الہادی الی سبیل الرشاد اس رسالہ میں
 تصویر کے ڈورنخ پیش کئے گئے ہیں پہلے رخ میں یہ بتایا گیا ہے کہ علماء دیوبند کو

خود اپنے علماء اور بزرگوں سے کتنی عقیدت و محبت ہے۔ ان کی شان میں کس قدر
مبالغہ آرائی کی گئی ہے اور ان کو کس طرح حد سے بڑھایا گیا اور کیا کیا مقام ان کو دیا
گیا ہے۔ دوسرے رخ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان ہی علماء دیوبند نے حضور سید المرسلین
رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی شان
میں کیا کیا گستاخیاں بے ادبیاں کی ہیں اور کس قدر آپ کی توہین و تنقیص کی ہے معاذ
تصویر کے دونوں رخ دیکھ کر ناظرین حضرات کا خود ضمیر ہی ان کو بتا دے
گا کہ علماء دیوبند اسلامی نقطہ نظر سے کون ہیں اور کس حکم میں داخل ہیں۔
مجھے کسی سے ذاتی عناد یا عداوت نہیں ہے الحب لله وللرسول
والبغض لله وللرسول کے تحت غیرت ایمانی کا سچا اور صحیح مظاہرہ کیا ہے۔
اس رسالہ میں خود علماء دیوبند کی معتبر کتب کی عبارات درج کی گئی ہیں، اور
جن کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں وہ میرے پاس موجود ہیں اور مارکیٹ میں بھی
دستیاب ہیں، ہر شخص تسلی کر سکتا ہے۔

بہت ضروری

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے
جو لینا ہے لے لیں گے محمد کے در سے
وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر اتر پڑا ہے بدینے میں مصطفیٰ ہو کر
یہ یا اس قسم کے ایسے اشعار جو عقیدہ و ایمان کی رُو سے سراسر غلط ہیں ان کی
نسبت علماء اہل سنت (بریلوی) کی طرف کی جاتی ہے۔ حالانکہ علماء اہل سنت نے بارہا
ان کی تردید کے ساتھ مطالبہ کیا ہے کہ بتاؤ یہ اشعار کس عالم اہل سنت نے کہے ہیں۔
اور کس کتاب میں ہیں؟ مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ باوجود اس کے پھر بھی ان

بے سدا شعار کی نسبت ان کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟
 ایک طرف تو یہ بے سدا اور غلط اشعار ہیں جن کا سہارا لے کر علماء اہل سنت کو
 بدنام کیا جاتا ہے اور دوسری طرف وہ اشعار جو آئندہ صفحات میں نقل کئے گئے ہیں،
 نہایت مستند اور علماء دیوبند کے شیخ المشائخ، امام المحدثین زبدۃ المفسرین، شیخ الہند
 علامہ فرغ و اصول، جامع معقول و منقول حضرت مولانا محمود الحسن صاحب صدر مدرس
 دارالعلوم دیوبند نے ارشاد فرمائے ہیں اور یہ اس اثر سے نقل کئے گئے ہیں جو انہوں نے
 مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی وفات پر لکھا اور وہ جب سے اب تک باقاعدہ
 چھپ رہا ہے اور فروخت ہو رہا ہے۔

اے چشمِ شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
 یہ گھر جو بل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

بندہ

مُحَمَّدُ سَيِّدُكَ اَوَاكُزُوْا عَفْرُكُمَا

تصویر کا پہلا رخ

۱۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی ساری مخلوق کو پالنے والے ہیں۔ چنانچہ

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔
خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلاق کے

مے مولیٰ مے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی ^{۱۲} مزیہ

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے مولوی رشید احمد گنگوہی کو مربی خلاق لکھا ہے جو رب العالمین کے ہم معنی ہے۔ کیونکہ رب العالمین میں دو لفظ ہیں۔ رب اور عالمین، اسی طرح مربی خلاق میں دو لفظ ہیں۔ مربی اور خلاق۔ مربی کے معنی میں ہے، کیونکہ رب کے معنی ہیں تربیت کنندہ و پرورش کنندہ۔ اور مربی کے معنی بھی تربیت کنندہ ہیں۔ اگرچہ اردو میں سرپرست کے معنی میں بھی آتا ہے۔ لیکن اس وقت جبکہ خلاق اور عالمین کی طرف اضافت نہ ہو اور یہاں خلاق کی طرف اضافت ہے۔ لہذا وہی حقیقی معنی تربیت کنندہ یعنی پرورش کرنے والا ہوتے۔ اور خلاق عالمین کے معنی میں ہے۔ کیونکہ خلاق جمع خلق بمعنی مخلوق کی ہے۔ عالمین جمع عالم کی ہے اور اللہ کے سوا ہر شے جو موجود ہے اس کو عالم کہتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کے سوا ہر شے کو خلق بھی کہتے ہیں۔ یعنی جو چیز عالم ہے وہ خلق ہے اور جو خلق ہے وہ عالم ہے۔ معلوم ہوا کہ مربی خلاق رب العالمین کے

ہم معنی ہے۔ ثابت ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی مُربیِ خلاق یعنی ساری مخلوق کو پالنے والے ہیں۔

۲۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی مسیحائی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑھ گئے چنانچہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی محمود الحسن صاحب صدر مدرس مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

مرثیہ صفحہ ۳۳

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی مسیحائی دکھاتے ہوئے فرمایا ہے کہ اے ابن مریم تم نے تو صرف ایک کام کیا کہ مُردے زندہ کئے اور ہمارے رشید احمد نے دو کام کئے مُردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہیں دیا، مُردوں کو زندہ کرنے میں تو تمہارے ساتھ برابری ہے مگر زندوں کو مرنے نہ دیا اس میں وہ تم سے آگے بڑھ گئے۔ اگر دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کی مسیحائی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحائی سے بڑھ کر نہ جانتے تو یہ نہ کہتے

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

مرثیہ کے اس کفری قول پر پردہ ڈالنے کے لئے دیوبندیوں نے بڑا زور لگایا اور کہہ دیا کہ موت و حیات کا استعمال گمراہی اور ہدایت میں بھی ہوتا ہے لہذا شعر کا مطلب یہ ہے کہ

”گنگوہی صاحب نے گمراہوں کو ہدایت دی اور ہدایت یافتہ کو گمراہی سے

سچا لیا اور دوسرے مصرعہ میں یہ تمنا کی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم گنگوہی صاحب

کے اس فیض کو ملاحظہ فرمائیں اور خوش ہوں۔“

شعر کا مطلب تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا البتہ یہ دیوبندی وہابیوں کی خوش عقیدگی ہے کہ بالکل بے تکی اڑا ہے ہیں۔ بیشک موت و حیات کا استعمال مجازاً ہدایت و گمراہی میں ہوا ہے۔ مگر ہر جگہ موت و حیات سے گمراہی و ہدایت مراد نہیں ہوتی اور جہاں موت و حیات سے گمراہی و ہدایت مراد لیا گیا ہے وہاں ضرور قرینہ موجود ہوتا ہے۔ کیونکہ مجازی معنی مراد لینے کے لئے قرینہ شرط ہے اور اس شعر میں معنی مجازی پر قرینہ تو کجا بلکہ اس کے عدم پر قرینہ موجود ہے۔ اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعاقب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصف مرنے زندہ کرنا جو مشہور ہے وہ مجازی معنی کے اعتبار سے ہرگز نہیں بلکہ حقیقی معنی میں ہے۔ اس لئے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعاقب ہے تو وہی حقیقی معنی مراد لئے جائیں گے لہذا شعر میں ہدایت و گمراہی مراد لینا خود گمراہی و دھوکہ بازی ہے، بلکہ وہی مارنا و جلانا مراد ہے۔ اور گنگوہی صاحب اس میں حضرت مسیح سے بڑھے ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے زندوں کو مرنے سے بچا لیا، اگرچہ خود مر گئے اور اگر قرینہ وغیرہ سے آنکھیں بند کر کے ہر قاعدہ سے بے قید ہو کر ہدایت و گمراہی ہی مراد لی جائے تو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے گنگوہی صاحب کی ہدایت ضرور بڑھ جائے گی، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کھلی توہین ہے۔ کیونکہ دوسرا مصرعہ

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

پکار کر کہہ رہا ہے کہ گنگوہی صاحب کی ہدایت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ گئی کیونکہ اگر محض عیسیٰ علیہ السلام کو خوش کرنا ہی ہوتا تو یوں کہا جاتا۔

اس مسیحائی سے خوش ہوں ذری ابن مریم

دیوبندی وہابی انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتے ہیں اور جب مواخذہ کیا جاتا

ہے تو پرے ڈالتے ہیں، من گھڑت تاویلیں کرتے ہیں۔ سب محاورے اور قاعدے بھول جاتے ہیں۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ اس شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقابل کر کے دکھایا ہے اور ہر زبان کا محاورہ ہے، اردو میں بھی مستعمل ہے کہ تعریف کے موقع پر جب بولا جاتا ہے کہ ”ذرا اس کو دیکھیں“ تو تقابل علی وجہ الفوقیت ہی مراد ہوتا ہے کہ جس کو مقابلہ کر کے دکھایا جا رہا ہے اس سے یہ بڑھا ہوا ہے۔ جیسے حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت میں کہا گیا ہے۔

بھوکے پیاسے نے ہزاروں کو تہ تیغ کیا

اس شجاعت کو ذرا دیکھے تو رستم آکر

جس طرح اس شعر میں حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کو شجاعت میں رستم پر فوقیت ظاہر ہے اسی طرح مرثیہ کے اس شعر میں۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس سیجانی کو دیکھیں ذری ابن مریم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر گنگوہی صاحب کی برتری اور فوقیت ظاہر ہے۔

معاذ اللہ۔

۳۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی کے کالے کالے بندے

بھی یوسف ثانی ہیں چنانچہ

دیوبند کے صدر مدرس و شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں

عبید سود کا ان کے لقب ہے لویف ثانی

مرثیہ صفحہ ۱۱

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے گنگوہی صاحب کے کالے کالے بندوں

کو یوسف ثانی کہا ہے۔ دیوبندی بڑی حیرانی اور پریشانی کے بعد اس شعر کی توجیہ یوں کرتے ہیں۔

کہ ”عبید عبد کی جمع ہے اور عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں۔ اور یوسف ثانی سے مراد حسین و عمیل ہے۔ لہذا شعر کا مطلب یہ ہوا کہ گنگوہی صاحب کے کالے کالے خادم بھی حسین و عمیل نظر آتے تھے۔“ جو شخص دیوبندی مذہب سے ناواقف ہو وہ شاید دھوکہ میں آکر کہے دے کہ یہ مطلب ہو سکتا ہے لیکن جو دیوبندی مذہب سے واقف ہے اس پر روشن ہے کہ دیوبندی کے اس شعر کا یہ مطلب قیامت تک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ یہ مطلب تو اس بات پر موقوف ہے کہ عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہوں اور دیوبندی وہابی مذہب میں عبد کے معنی صرف عابد ہی کے ہیں غلام اور خادم کے نہیں۔ ورنہ عبد النبی اور عبد المصطفیٰ نام رکھنا جائز ہو گا جو دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک شرک و کفر ہے۔ دیکھو، بہشتی زیور اور تقویۃ الایمان۔

دیوبندیو! جب تمہارے نزدیک عبد الرسول و عبد النبی نام رکھنا یقیناً شرک ہے تو تم کس منہ سے کہہ سکتے ہو کہ عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں۔ تمہاری کتابیں پکار رہی ہیں کہ عبد کے معنی تمہارے مذہب میں بندہ عابد کے ہیں۔

اور اگر تمہارے مذہب میں عبد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں تو عبد النبی و عبد المصطفیٰ نام رکھنا شرک کیسے ہوا؟ کیا تمہارے مذہب میں نبی کا غلام اور خادم بننا شرک ہے۔ یہی تمہارا دین ہے، اسی پر مسلمانان کا دعویٰ ہے کہ نبی اکرم کا غلام اور خادم بننا شرک و کفر ہے؟

یقیناً تمہارے مذہب میں عبد کے معنی بندہ عابد کے ہیں تو شعر کا مطلب تمہارے مذہب کے مطابق یہی ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے کالے کالے بندے

اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ درجہ کے حسین و جمیل بندہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ثانی ہیں۔

ماشاء اللہ چشم بددور باوقعی و ہاپیوں دیو بندیوں کے چہروں پر حسن و جمال کا جو منظر ہوتا ہے وہ اہل نظر سے مخفی نہیں ہے۔

مقام غور ہے کہ رشید احمد گنگوہی کے تو کالے کالے بندے یوسف ثانی ہو جائیں اور آقائے دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی و پیارے بندے مشرک ہو جائیں یہی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت اور گنگوہی کی حمایت نہیں تو اور کیا ہے۔

۴۔ دیو بندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی بانی اسلام کے ثانی ہیں۔

چنانچہ دیو بندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔

زباں پر اہل اہوا کی ہے کیوں اعلیٰ مہبل شاید

اٹھاعالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی مثنیہ ۹

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے مولوی رشید احمد گنگوہی کو بانی اسلام کا ثانی لکھا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ ان کی موت کے وقت اعلیٰ مہبل کے نعرے بلند ہوئے اور یہ بات بہت ہی قابل غور ہے کہ یہاں ثانی مماثل کے معنی میں ہے دوم کے معنی میں نہیں کیونکہ یہاں تعریف ہو رہی ہے اور تعریف کے مقام پر جب ثانی اور لاثانی بولا جاتا ہے تو وہاں مماثلت ہی مراد ہوتی ہے۔ اور دیو بندی مذہب میں بانی اسلام خدا تعالیٰ ہے۔ دیکھو مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے وعظ ذکر الرسول مطبع کانپور کے صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے کہ بانی اسلام خدائے تعالیٰ ہے اور تقویۃ الایمان کے صفحہ ۲۷ پر ہے۔

”یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی

طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی اُمت پر لازم ہو جاتی تھی، سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔“

ان عبارتوں میں صاف صاف تصریح ہے کہ بانی اسلام خدا تعالیٰ ہے حضور نہیں ہیں۔ تقویۃ الایمان پر ایمان رکھتے ہوئے اور تھانوی صاحب کو مانتے ہوئے دیوبندیوں کو ماننا پڑے گا کہ بانی اسلام خدا ہے ورنہ تقویۃ الایمان کا منکر اور تھانوی صاحب سے منحرف ہونا پڑے گا۔ معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک مولیٰ رشید احمد گنگوہی خدا کے مثل ہیں اور اگر اپنے مذہب کو چھوڑ کر تھانوی صاحب سے انحراف کر کے بانی اسلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیں تو گنگوہی جی کم از کم دوسرے رسول ہوتے یا مثل رسول ہوتے۔ اور یہ کہنا کہ گنگوہی صاحب کی موت پر اُعلیٰ ہبل اُعلیٰ ہبل کے نعرے بلند ہوتے یہ سفید جھوٹ ہے۔ دُنیا جانتی ہے کہ اب نہ ہبل ہے نہ اس کے سچاری مصطفائی ہدایت کے انوار نے ہبل اور ہبل پرستوں کو خاک میں ملا دیا۔ اب دیوبندیوں کے مانعوں ہی میں اُعلیٰ و ہبل کی یاد ہو تو ہو دُنیا میں کوئی اس کے پکانے والا نہیں۔

لہذا شعر کا مطلب دیوبندی مذہب کے مطابق یہی ہوا کہ جب بانی اسلام کا ثانی یعنی مثل خدا یا دوسرا خدا یا مثل رسول یا دوسرا رسول اس دُنیا سے اٹھ گیا تو پھر شرکیہ نعرے اُعلیٰ ہبل بلند ہوئے۔ معاذ اللہ۔

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیر مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کی مدح سرائی میں وہ کمال کر رہے ہیں کہ جمیع کمالات کو ان کے لئے ثابت کر رہے ہیں۔ گنگوہی صاحب کو مرنی خلاق بنایا۔ بانی اسلام (خدا) کا ثانی کہا۔ ان کے کالے کالے بندوں کو یوسف ثانی کہا۔ اسی دھن میں تھے کہ بیت اللہ پر نظر پڑ گئی دیکھا کہ کعبہ معظمہ خانہ خدا بڑی عظمت والا گھر ہے۔ یہ عظمت

فضیلت بھلا گنگوہی صاحب کے گھر کے لئے ثابت نہ ہوتی تو بات ہی کیا ہوتی اور جب وہ مربی خلاق و بانی اسلام کے ثانی ہیں تو ان کا مکان بھی ضرور کعبۃ اللہ کی عظمت میں شریک ہوگا بلکہ دو چار ہاتھ بڑھ کر رہے گا کیونکہ کعبہ معظمہ میں تو اہل ظاہر مسلمان باادب حاضر ہوتے ہیں اور اپنے شوق کو پورا کرتے ہیں مگر جو باطنی نظر رکھتے ہیں اور جام معرفت گنگوہی پی چکے ہیں ان کی تسکین کعبہ معظمہ میں ہرگز نہیں ہوتی بلکہ کعبہ میں پہنچ کر بھی یہی چیخ و پکار ہے کہ ہائے گنگوہہ کدھر ہے بتاؤ گنگوہہ کدھر ہے لہذا معلوم ہوا کہ گنگوہہ کی عظمت و بندگی عارفان گنگوہہ کی نظر میں کعبہ شریف سے بہت بلند و بالا ہے۔ چنانچہ مولوی محمود الحسن فرماتے ہیں۔

۵۔ پھر میں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہہ کا راستہ

جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی مثریہ ۱۳
مسلمان اس حقیقت کو واضح طور پر جانتے ہیں کہ بیت اللہ کی حاضری کے وقت توجہ الی اللہ ہوتی ہے اور مخصوص دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ مخصوص عبادتیں ادا کی جاتی ہیں مگر عارفان گنگوہہ یعنی دیوبندیوں کی نظر میں کعبہ معظمہ توجہ ہی نہیں ان کی تسکین کا وہاں سامان ہی نہیں وہ تو وہاں جا کر بھی گنگوہہ کی ہی دھن میں ہیں اور چلا چلا کر پکار رہے ہیں خدا را بتاؤ گنگوہہ کدھر ہے؟ ہائے گنگوہہ۔

مسلمانو! ذرا انصاف سے کہنا کیا بیت اللہ شریف کی حاضری کا حق اسی طرح ادا ہوتا ہے؟ کس قدر بد نصیب ہیں وہ لوگ جن کو بیت اللہ شریف پہنچ کر مدینہ منورہ کا خیال بھی نہ آئے اگر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوتی تو گنگوہہ کی بجائے مدینہ منورہ کا نام لیتے لیکن

ہر کسے شایان این درگاہ نیست

۶۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی کی قبر مثل طور ہے

اور خود گنگوہی صاحب خدا ہیں اور مولوی محمود الحسن صاحب مثل موسیٰ ہیں۔ جیہی تو کعبہ معظمہ نظر میں نہیں آتا۔

ملاحظہ ہو مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔

تمہاری تربت انور کو جسے کڑھ سے تشبیہ

کہوں ہوں بار بار آری مری دیکھی بھی نادانی مرثیہ ص ۱۸

مولوی محمود الحسن صاحب نے جب اپنے پیر کو مری خلّاق مانا اور بانی اسلام کا ثانی کہا۔ ان کی قبر کو طوس سے تشبیہ دے کر خود آری کہنے والے موسیٰ بنے او ان کو خدا بنایا تو اب ضروری تھا کہ اپنی تمام حاجتیں مولوی رشید احمد سے ہی طلب کریں۔

چنانچہ فرماتے ہیں۔

۷۔ حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب

گیا وہ قبلہ حاجات رُوحانی و جسمانی مرثیہ ص ۱۸

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب اپنی ساری حاجتوں کا حاجت روا اور ساری مشکلوں کا مشکل کشا مولوی رشید احمد صاحب ہی کو بتا رہے ہیں۔ حاجتیں خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی۔ دینی ہوں یا دنیاوی۔ کھلی ہوں یا چھپی جسمانی ہوں یا روحانی سب کا مشکل کشا اور قبلہ حاجات انہی کو کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ شعر میں کسی قسم کی تخصیص نہیں ہے بلکہ انتہا درجہ کی تعمیم ہے۔ حوائج جمع ہے اور وہ بھی منتہی المجموع اس کی اصناف دین اور دنیا دونوں جہان کی طرف ہے۔ لہذا مطلب یہ ہوا کہ دونوں جہاں کی جمیع حاجتیں خواہ رُوحانی ہوں یا جسمانی چھوٹی ہوں یا بڑی کھلی ہوں یا چھپی سب کے دینے والے اور پورا کرنے والے گنگوہی صاحب ہی ہیں۔ کیونکہ معافی کا مسئلہ ہے کہ جمع کی اصناف استغراق کا فائدہ دیتی ہے اگر آج کل کے بعض دیوبندی اس

مسئلہ سے ناواقف ہوں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ان کے مدرسہ دیوبند کے صد مدرس بھی ناواقف تھے اس قاعدہ کی رُوسے شعر میں عموم ہے، یعنی ہر قسم کی حاجت کے قبلہ حاجات اور ہر مشکل کے مشکل کشا گنگوہی صاحب ہی ہیں۔

دیوبندیو! تمہارا مذہب تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی غیر سے حاجتیں طلب کرنا شرک ہے (دیکھو تقویۃ الایمان و فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ)

اب خدا کے لئے انصاف کر کے بتاؤ کہ اگر مولوی رشید احمد صاحب کو غیر اللہ کہا جائے تو ان کو اپنی ساری حاجتوں کا حاجت روا مان کر مولوی محمود حسن صاحب مشرک مانتے یا نہیں اور تمام دیوبندی ان کو اپنا پیشوا مان کر مشرک ہوتے یا نہیں؟ اور اپنے آپ کو اور مولوی محمود حسن صاحب کو مشرک سے بچاتے ہو تو مولوی رشید احمد صاحب کو ضرور خدا ماننا پڑے گا۔ بولو! اپنے شیخ الہند کو مشرک کہتے ہو یا گنگوہی جی کو خدا مانتے ہو؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

۸۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی کا حکم خدا کے حکم سے بڑھا

ہوا ہے۔ چنانچہ مولوی محمود حسن صاحب فرماتے ہیں۔

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا

اس کا جو حکم تھا، تھا سیفِ قضائے مبرم

اس شعر میں مولوی محمود حسن صاحب نے فرمایا ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی

کا ہر حکم قضائے مبرم کی تلوار ہے۔ یاد رہے کہ قضائے الہی کی دو قسمیں ہیں ایک

قضائے مبرم دوسری قضائے معلق۔ قضائے مبرم وہ حکم الہی ہے جو کسی کے

ٹالے نہ ملے اور کسی دُعا و التجا وغیرہ سے رد نہ ہو، اور قضائے معلق وہ حکم الہی ہے

کہ کسی اور پر اس کی تعلیق ہو وہ حکم الہی دُعا وغیرہ سے رک جاتا ہے یعنی حکم الہی دُ
 قسم کا ہے ایک دُعا وغیرہ سے رک جاتا ہے دوسرا نہیں رکتا اور جو حکم الہی دُعا وغیرہ
 سے نہیں رکتا اس کا نام قضائے مبرم ہے اور دیوبندیوں کے شیخ الہند فرماتے ہیں
 کہ خدا کا وہ حکم جو قضائے مبرم ہے جو دُعا و التجا وغیرہ سے نہیں رکتا رشید احمد گنگوہی کا
 حکم اسکی بھی تلو ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ اگر کسی امر پر خدا کا حکم یوں ہو کہ یہ امر ہوگا اور رشید احمد
 گنگوہی کا حکم یوں ہو جائے کہ یہ امر نہیں ہوگا تو اللہ کے اس حکم کو جو کسی کے ٹالے نہیں ٹلتا۔
 رشید احمد گنگوہی کا حکم اس کی بھی تلو ہے۔ یعنی اس کو ٹال اور کاٹ سکتا ہے۔
 فائدہ! واقعی کوئی حکم نہیں ٹلا اور ٹلتا کیسے مرنی خلاق تھے۔ بانی اسلام کے
 ثانی تھے کوئی مذاق تھے اور عقیدت مند لوگوں نے کسی حکم کو ٹلنے بھی نہ دیا اس
 سے زیادہ عقیدت مندی اور کیا ہوگی کہ جب مولوی رشید احمد گنگوہی نے کوٹے
 کھانے کا حکم دیا تو علماء دیوبند نے یہ سمجھ کر کہ مرنی خلاق کا حکم ہے آنکھ بند کر کے
 تسلیم کر لیا اور کوٹے کھانے لگے۔

۹۔ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی کی غلامی کا داغ مسلمان

کا تمغہ ہے۔

چنانچہ مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔

زمانے نے دیا اسلام کو داغ اس کی فرقت کا

کہ تھا داغ غلامی جس کا تمغے مسلمان مرثیہ ص ۷

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی غلامی

کے داغ کو مسلمان کا تمغہ قرار دیا ہے۔ تو جس کو ان کی غلامی کا داغ لگ گیا وہ مسلمان

ہوا اور جس کو غلامی کا داغ نہیں لگا وہ مسلمان کے تمغے سے محروم رہا۔ لہذا دیوبندی یا تو

ساری دنیا کے مسلمانوں کو گنگوہی صاحب کا غلام مانتے ہیں گے یا مسلمان کے

تمغے سے محروم جانتے ہیں۔

۱۰۔ میسائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو
چھپا چاہ لحد میں وائے قسمت ماہ کنعانی! مرثیہ ص ۵
اس شعر کے مصرع اول میں غور فرمائیے۔ میسائے زماں پہنچا فلک پر۔ یعنی
جس طرح عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھالئے گئے اسی طرح گنگوہی صاحب جو
میسائے زماں تھے وہ بھی سب کو چھوڑ کر فلک پر پہنچ گئے۔ دوسرے مصرع میں
ان کو ماہ کنعانی یعنی یوسف علیہ السلام بنا کر چاہ لحد میں چھپا دیا۔ گویا پہلے مصرع
میں میسائے زماں بنا کر فلک پر پہنچا دیا اور دوسرے مصرعہ میں حضرت یوسف بنا کے لحد
کے کنوئیں میں بھی چھپا دیا۔

۱۱۔ وفات سرورِ عالم کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی مرثیہ ص ۱۶
یعنی گنگوہی صاحب اللہ کے محبوب حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
نظیر تھے تو ان کی رحلت بھی آپ کی وفات کا نقشہ تھی اور اس سے بھی زیادہ صراحت
ملاحظہ فرمائیے کہ مولوی عاشق الہی صاحب میرٹھی نے گنگوہی صاحب کی وفات کے
بعد ان کی سوانح لکھی جس کا نام ہے تذکرۃ الرشید۔ اس کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں کہ
اثنائے کتابت میں ایک صاحب دل دیندار شخص کا جن کی صورت میں نے کبھی نہیں
دیکھی بسبیل ڈاک لفافہ پہنچا کہ میں نے خواب دیکھا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی سوانح لکھی جا رہی ہے یعنی گنگوہی صاحب کی سوانح کو صاف طور پر رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح قرار دے دیا۔ گنگوہی صاحب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہستی کا نظیر ٹھہرایا۔ ان کی وفات کو آپ کی وفات کا نقشہ بنایا۔ ان کی سوانح
کو آپ کی سوانح قرار دیا۔ بتائیے قادیانی کیوں نہ ترقی کریں۔ جب کہ ان کو
مرزا کی ظلی بروزی نبوت ثابت کرنے کے لئے ایسے دلائل مل جاتے ہیں۔

۱۲۔ چھپائے جامہ فانوس کیوں کر شمع روشن کو
تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہ ہی عریانی
مرثیہ ص ۱۶

یعنی جس طرح فانوس روشن شمع کی روشنی کو نہیں چھپا سکتا بلکہ فانوس کے باوجود
بھی شمع کی روشنی بدستور رہتی ہے۔ اسی طرح گنگوہی صاحب جو نور مجسم تھے ان کا نور
بھی کفن کے باوجود بھی روشن اور عریاں تھا۔ اس شعر میں صاف طور پر گنگوہی صاحب
کو نور مجسم کہا ہے حالانکہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مجسم ہونے کو نہیں مانتے
اور کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ہی جیسے بشر تھے۔

۱۳۔ ضرورت قابلیت کی تو ہر حالت میں ہے لیکن
قریب و دور یکساں مہر کی ہے نور افشانی
مرثیہ ص ۱۶

یعنی گنگوہی صاحب آفتاب ہیں اور ان کی نور افشانی دور و نزدیک یکساں ہے
یعنی ہر جگہ ہے مگر قابلیت کی ضرورت ہے جس سے اس آفتاب کے نور کو ہر جگہ
دور و نزدیک دیکھ سکے۔

۱۴۔ وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کیسے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی
مرثیہ ص ۱۶

صدیق اور فاروق حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے وہ مخصوص آسمانی القاب ہیں
جو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عطا فرمائے اور امیر المؤمنین
حضرت علی کرم اللہ وجہہ تہجد کی نماز میں شہید ہوئے تھے۔ اور دیوبند کے صدر مدرس اور
شیخ الہند نے یہ مخصوص القاب اور حضرت علی کی شہادت کا رتبہ گنگوہی صاحب کو
دے دیا کہ شہادت نے تہجد میں ان کی قدم بوسی کی۔

۱۵۔ شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ
حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اس کی نادانی
مرثیہ ص ۱۵

یعنی گنگوہی صاحب اللہ کے حکم سے صدیق و شہید اور صاحب تھے مرنے پر خلاق
بانی اسلام کے ثانی۔ نور مجسم ان کی وفات سرور عالم کی وفات کا نقشہ تھی وغیرہ وغیرہ تو
پہلے آچکا۔ خدائی کے درجے اور نبوت کے درجے کے بعد صدیق و فاروق بھی ہو گئے
اب تین درجے جو نبوت کے بعد ہیں والصدیقین والشہداء والصالحین وہ بھی اس
شعر میں آگئے تو ایسے درجے و مرتبے والے کو جو زندہ نہ مانے گا وہ بے شک نادان
ہوگا۔ افسوس صد افسوس کہ گنگوہی صاحب کی حیات کا منکر تو نادان اور حضور سید
الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا منکر، ان لوگوں کے نزدیک ولی اللہ چنانچہ
مولوی اسمعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھا کہ حضور مر کر مٹی میں مل گئے ہیں
(معاذ اللہ)

۱۶- ہو سینہ جس کا مصباح نبوت کے لئے مشکوٰۃ
بجز مہدی نیسابانی این چنین ہادی حقانی
یعنی گنگوہی صاحب کا سینہ چراغ نبوت کے لئے طاق تھا۔ ایسا ہادی حقانی
سوائے امام مہدی کے میسر نہیں آسکتا۔

۱۷- جنید و شبلی ثانی ابو مسعود انصاری
رشید ملت و دیں غوثِ اعظم قطبِ بانی
یعنی گنگوہی صاحب حضرت جنید بغدادی۔ حضرت ابو بکر شبلی حضرت ابو مسعود
انصاری کے ثانی اور غوثِ اعظم قطبِ بانی تھے۔

۱۸- محی الدین اکبر جاتے ہیں دار فنا سے بس
اٹھے اُف ویر ویراں سے محی الدین کیلانی
اس شعر میں گنگوہی صاحب کو شیخ اکبر محی الدین اور حضرت غوثِ اعظم
محی الدین کیلانی کہہ کر کہا گیا ہے کہ وہ دنیا سے اٹھ گئے۔

۱۹۔ رقاب اولیا کیوں حسم نہ ہوئیں آپ کے آگے
وہ شہبازِ طریقت تھے محی الدین جیلانی

مرثیہ ص ۱۱

اس شعر میں یہ صراحت ہے کہ جس طرح حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خصوصاً تمام
اولیائے وقت نے اپنی گردنیں ختم کی تھیں اسی طرح گنگوہی صاحب چونکہ محی الدین جیلانی
تھے تو ان کے آگے بھی اولیاء کی گردنیں کیوں نہ ختم ہوتیں (حد ہو گئی جھوٹ کی)
۲۰۔ فقط اک آپ کے دم سے نظر آتے تھے سب بندہ
بخاری و غزالی، بصری و شبلی و شیبانی

مرثیہ ص ۱۱

یعنی حضرت امام بخاری، امام غزالی، حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت شبلی
امام محمد شیبانی رضی اللہ عنہم فقط اک گنگوہی صاحب کے دم سے زندہ نظر آتے
تھے اور جب گنگوہی صاحب کا دم نکل گیا تو اب یہ حضرات بھی زندہ نظر نہیں آتے
گویا ساتھ ان کا دم بھی نکل گیا۔

۲۱۔ نہ آتے مہدی موعود اور تم بھی چلے یاں سے
کرے گا گلشنِ اسلام کی کون اب نگہبانی

مرثیہ ص ۱۱

یعنی امام مہدی بھی نہیں آئے اور گنگوہی صاحب تم بھی چلے جا رہے ہو تو
اب گلشنِ اسلام کی نگہبانی کون کرے گا۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ جب تک امام
مہدی دنیا میں نہیں آتے۔ دنیا میں اب گلشنِ اسلام کی نگہبانی کرنے والا کوئی نہیں ہے
۲۲۔ ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جاگہ ہو اگر

مرثیہ ص ۱۲

وہ میزابِ ہدایت تھے کہیں کیا نصّ و قرآنی
بس فیصلہ ہو گیا کہ جس نے گنگوہی صاحب کے آستانے کو چھوڑ کر کسی اور جگہ
ہدایت ڈھونڈی وہ گمراہ ہو گیا۔ کیونکہ گنگوہی صاحب نصّ قرآنی سے ہدایت کے پرنا
تھے مطلب صاف ظاہر ہے کہ کسی اور جگہ ہدایت تو ہے نہیں کہ تلاش کی جائے

اور جس نے تلاش کی اس کو سوائے گمراہی کے کچھ نہ ملا۔ ہدایت تو جیہی ملتی کہ کہیں ہوتی اور وہ تو کسی اور جگہ ہے ہی نہیں۔ وہ تو صرف گنگوہی صاحب کے پاس تھی۔ وہی ہدایت کے پرنا لے تھے تو جب یہ پرنا لہ ہی نہ رہا تو اب ہدایت کے آنے اور ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

قارئین کرام! مرثیہ کے بانیس شعر مختصر سی تشریح کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔ ویسے تو سارا مرثیہ ہی کچھ ایسا ہے مگر ان اشعار سے آپ کو ضرور اندازہ ہو گیا کہ کوئی مرتبہ ایسا نہیں ہے جو گنگوہی صاحب کو نہ دیا گیا ہو۔ حالانکہ اہل سنت جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور واقعی اوصاف حسنہ بیان کرتے ہیں تو یہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ جی یہ سنی لوگ تو آپ کو حد سے بڑھا دیتے ہیں۔ افسوس! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حسنہ بیان ہوں تو حد سے بڑھ جانے کا فتویٰ، مگر اپنے ایک مولوی کا مرثیہ لکھا تو سب حدیں و دیں ختم۔ ایسا بالفہ بلکہ قطعاً خلاف واقع باتیں لکھ ڈالیں یہ مولوی پرستی اور بغض رسول نہیں تو اور کیا ہے۔ آگے ملاحظہ ہو

آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ایک مرید کے خواب اور بیداری کا واقعہ

۲۳۔ مرید نے اپنا خواب تھانوی صاحب کو تحریر کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں (یعنی لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ) اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھے غلطی ہوتی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ کے نام اشرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار

زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صوت ہوتی تو حضور (یعنی اشرف علی
تھانوی) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے
میں میری یہ حالت ہو گئی کہ کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا
اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی
طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور
بے حسی تھی اور وہ اثر نا طاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور کا
ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات
کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی
نہ ہو جائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کرٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی
کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی
یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبیننا و مولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب
نہیں لیکن بے اختیار ہوں۔ مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا
ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب دیا اور بھی بہت
سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعثِ محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔“
انتہی بلفظہ۔ (رسالہ الامداد ص ۳۵ مگر یہ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ)

تھانوی صاحب کا جواب:

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ
متبع سنت ہے۔

قارئین حضرات! آپ نے مرید کا خواب اور پیر کا جواب ملاحظہ فرمایا۔
خصوصاً خط کشیدہ الفاظ کو دیکھتے ہوئے غور فرمائیے کہ کسی مومن سے سوتے جاگتے
کبھی کلمہ شریف میں ایسی غلطی یا بھول نہیں ہوتی کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی جگہ کسی اور کا نام لے۔ نام لینا تو کیا بلکہ اس کا وہم بھی نہیں ہو سکتا تو جس کے منہ سے خواب میں باوجود علم اور کوشش کے صحیح کلمہ شریف نہ نکلا۔ موت کے وقت اس کا کیا حال ہوگا؟ کیونکہ نیند موت کی بہن ہے۔ النوم اخ الموت کما فی الحدیث اور یہ بھی احادیث میں آیا ہے کہ موت کے وقت شیطان مرنے والے کے سامنے آتا ہے اور کلمہ شریف میں اپنا نام لینے کا اشارہ کرتا ہے اور اس خواب میں مولوی اشرف علی صاحب اس کے سامنے ہیں اور وہ پھر بھی کلمہ میں ان کا نام لے رہا ہے اللہ کی پناہ! اور پھر وہ خواب سے بیدار ہو کر بیداری میں جلتے ہوئے بھی اس کے تدارک کے خیال سے درود شریف پڑھتا ہے تو بھی اس کی زبان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک نہیں نکلتا بلکہ نبتینا کہہ کر وہ اشرف علی کا نام لیتا ہے اور بہانہ یہ کرتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں۔ مجبور ہوں اندازہ کیجیے کہ اس مرید پر کس قدر شیطان کا اثر ہو گیا اور اس کا دل کتنا تاریک ہو گیا تھا کہ وہ بیداری میں بھی جانتے بوجھتے ہوئے کفر کا ارتکاب کر رہا ہے کیونکہ کسی غیر نبی اور غیر رسول کو نبی اور رسول اللہ کہنا صریح کفر ہے اور اس کفر پر وہ بے اختیار اور مجبور ہو گیا۔ اور پھر یہ کس قدر لرزا دینے والی بات ہے کہ مرید کو تو یہ احساس بھی ہے کہ وہ غلطی پر ہے اگرچہ بے اختیاری کا بہانہ کرتا ہے مگر پیر اس کو اور پختہ اور مستحکم کرتا ہے کہ اس واقعہ میں تسلی تھی۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اطمینان رکھو گھبرانے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یعنی مرید کے دل میں جو خطرہ تھا اس کو دور نہیں کیا بلکہ خوب جمادیا اور پھر اس کو شائع بھی کر دیا۔ حالانکہ چاہیے یہ تھا کہ اس کو لکھتے کہ توبہ واستغفار کرو۔ یہ کفر یہ کلمے تمہاری زبان سے شیطانِ اثر کی وجہ سے جاری ہوتے ہیں۔ مجھے ان سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ خبردار! ایسی بات پھر نہ ہونے پائے۔ اس میں ایمان کی ہلاکت ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہم نے اہل اللہ کے حالات پڑھے اوسنے ہیں کہ جب مرید سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہونے لگتی ہے جس سے اس کے ایمان کی ہلاکت کا اندیشہ ہوتا ہے تو کامل پیر روحانی تصرف کر کے اس کو ہلاکتِ ایمان سے بچا لیتا ہے اور یہاں یہ حالت ہوتی کہ پیر کے آنے سے پہلے تو وہ خواب میں ہی کلمہ کفر کہہ ہا تھا اور پیر کے آنے کے بعد وہ بیداری میں بھی کلمہ کفر کہنے لگ گیا اور پھر اس کا سارا دن ایسے ہی کچھ خیال میں گزرتا ہے۔ لاجول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم۔

دیوبندی حضرات سے سوال:

ایک شخص خواب میں اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اور اس کو اس بات کا علم ہے کہ طلاق دینا بُرا ہے۔ بیدار ہونے کے بعد اس کو یہ احساس ہوتا ہے کہ اس سے غلطی ہوئی تو اس کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے تاکہ پھر ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ بایں خیال وہ بیٹھ جاتا ہے اور پھر دوسری کڑھ لیٹ کر وہ چاہتا ہے کہ اس غلطی کے تدارک میں وہ بیوی سے محبت کی باتیں کرے لیکن پھر بھی یہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دی۔ میں نے اس کو طلاق دی حالانکہ اب وہ بیدار ہے۔ خواب میں نہیں ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں۔ مجبور ہوں۔ زبان قابو میں نہیں۔ تو کیا اس شخص کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

اگر ہوگی اور ضرور ہوگی تو عجیب بات ہے کہ طلاق واقع ہونے میں تو یہ عذر مقبول نہ ہو اور مولوی اشرف علی کو اپنا نبی اور رسول اللہ کہنے میں عذر مقبول ہو جائے۔

یاد رکھیے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ با مصطفیٰ ہوشیاً باش۔ علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ کلمہ کفر میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

شان میں گستاخی کے معاملے میں کسی کی نادانی و جہالت زبان کا بہکنا اور بے قابو ہو جانا۔ کسی قلق اور نشہ کی وجہ سے لاچار و مضطر ہو جانا۔ قلت نگہداشت یا بے پرواہی اور بے باکی یا نیت و ارادہ گستاخی نہ ہونا وغیرہ کے اعذار مقبول نہیں ایسا شخص کافر اور گستاخ قرار دیا جائے گا (شفا شریف)

ادب کا ہیست زیر آسماں از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنسید و با یزید ایں جا

دیوبندی حضرات نے اس واقعہ مرید اور جواب کو صحیح اور درست ثابت کرنے میں بہت سے صفحات سیاہ کئے ہیں لیکن اس کو غلطی تسلیم نہیں کیا۔ تفصیل کے لئے دیکھو کتاب ”رؤسیف یمانی“ مصنفہ علامہ شاہ محمد اجل صاحب علیہ الرحمۃ

ایک اور کشف

۲۴۔ ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی) کا ذہن معاً اسی طرف منتقل ہو ادا کہ کس عورت ہاتھ آئے گی) اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تو حضور کا بن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے

درسالہ الامداد۔ صفر ۳۵ھ

قارئین حضرات! ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ یہ کتنی بڑی توہین اور گستاخی ہے اہل بیت نبوت ام المومنین محبوبہ سید المرسلین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی۔ ان کی وہ شان رفیع ہے کہ دنیا بھر کی مائیں ان کے قدم پاک پر تشار۔ کوئی جاہل سے جاہل اور بے غیرت سے بے غیرت آدمی تمام مومنوں کی ماں

کے گھر تشریف لانے کو جوڑ ملنے سے تعبیر نہیں کر سکتا اور پھر اس ذہن کی ذہنیت کا بھی اندازہ کر لیجئے کہ پچاس برس سے زائد عمر میں بھی معاکس طرف منتقل ہوا کہ کس عورت ہاتھ آئے گی۔

۲۵۔ لیجئے اور سنئے۔ از طرف شفیق احمد خادم حضور عالی خواب لکھتا ہوں جس کا حضور عالی سے وعدہ کر آیا تھا۔ احقر نے خواب میں دیکھا کہ ماہ مبارک رمضان شریف ہے اور عشاء کا وقت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور عالی کے در دولت میں تشریف فرما ہیں۔ تراویح میں حضور انور کا قرآن پاک سننے کا ارادہ رکھتے ہوئے حضور کے در دولت میں صفوف کے پچھانے اور پردے ڈلوانے کے اہتمام میں پھر رہی ہیں۔ اس کے بعد احقر کی آنکھ کھل گئی۔ (اصدق الرویا ص ۵)

ذاکر صالح کا کشف تو یہ تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ تھانوی صاحب کے گھر آنے والی ہیں اور اس خادم تھانوی کے خواب نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان کے گھر پہنچا دیا۔ نامعلوم اس کو کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ اہم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ہیں، اس لئے کہ خواب میں تو کوئی ایسا اشارہ بھی نہیں ہے جس سے معلوم ہو۔ پھر یہ بھی عجیب بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مائی صاحبہ کو ایسی جگہ تنہا کیسے بھیج دیا جہاں صفوف اور پردے کا انتظام بھی نہ تھا کہ مائی صاحبہ کو خود پھر کر یہ اہتمام کرنا پڑا۔ اور سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے جو اس خواب کے جھوٹ ہونے پر دلالت کرتی ہے کہ کیا تھانوی صاحب نماز تراویح اپنے در دولت پر پڑھایا کرتے تھے یا مسجد میں؟ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خادم نے یہ خواب پہلے تھانوی صاحب کو خود سنایا اور پھر تھانوی صاحب نے اس سے وعدہ لیا کہ اس کو لکھ کر بھیجنا چنانچہ اس نے وعدے کے مطابق لکھ کر بھیج دیا اور اس کو شائع کر دیا گیا یہ تحقیق ہی نہیں کی کہ ایسا خواب سچا بھی ہو سکتا ہے

یا نہیں؟ ان کو تحقیق سے کیا ان کو اپنی تعریف سے مطلب تھا اگرچہ مائی صاحبہ کی توہین لازم آجاتے۔

ایک اور خواب

۲۶۔ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوتے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ (براہین قاطعہ ص ۲۶)

قارئین حضرات! اس عبارت کا صاف اور واضح مفہوم یہی ہے کہ پہلے تو ہمیں اردو زبان نہیں آتی تھی جب سے مدرسہ دیوبند کے مولویوں سے ہمارا معاملہ یعنی تعلق ہوا ہمیں یہ زبان آگئی یعنی ان سے سیکھ لی۔ معاذ اللہ۔ اور اس من گھڑت خواب کو مدرسہ دیوبند کی عظمت کی سند بنایا کہ کہا سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔

نہ معین دیوبند کے مولوی روضہ انور پر جا کر حضور کو اردو پڑھاتے رہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیوبند تشریف لاکر ان سے اردو سیکھتے رہے؟ معاذ اللہ

ایک اور خواب

۲۷۔ ایک دن اعلیٰ حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھانجی آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور آپ کی بھانجی سے فرمایا کہ اٹھ تو اس قابل نہیں کہ حاجی امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکاتے۔ اس کے مہمان علماء ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔ (تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۴۶)

قارئین حضرات! غور فرمائیں کہ اس خواب کے لکھنے اور شائع کرنے کا مقصد کیا ہے؟ یہی کہ علماء دیوبند کا مقام اتنا بلند ہے کہ وہ خاتون اس قابل نہیں تھی کہ دیوبند کے مولویوں کا کھانا پکائے بلکہ ان کا کھانا پکانے کے قابل حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ معاذ اللہ حضور کو باورچی بنا دیا۔

چند اور خواب

جس کتاب سے یہ خواب نقل کئے جا رہے ہیں اس کا نام ہے ”اصدق الروایا“ حصہ دوم یعنی سب سے زیادہ سچی خوابیں۔ تو اب چند خوابیں دیکھئے جو دیوبندی حضرات کے نزدیک سب سے زیادہ سچی خوابیں ہیں۔

۲۸۔ مولوی نذیر احمد کیرانوی اپنا خواب تحریر کرتے ہیں۔

حضور آقائے نامدار سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ و اتباعہ جمعین کو خواب میں حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کی صورت میں دیکھا اور حضور سیاہ اچکن ٹبنوں والی زیب تن فرماتے ہوئے تھے جیسا کہ مولانا تھانوی گا ہے گا ہے سیاہ اچکن پہنتے ہیں۔ (اصدق الروایا ص ۲)

خواب

۲۹۔ جنابا آج چند روز ہوئے کہ اس خاکسار نے جناب اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی کہ آپ گویا ایک نہر کے کنارے سے جا رہے تھے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ جناب کی صورت کے مشابہ ہیں۔ (ص ۲)

خواب

۳۰۔ مبارک پور میں جب میں تھا تو میں نے حضور صلی اللہ وسلم کو آپ کی صورت

میں دیکھا فقط زیارت ہوئی، کوئی بات چیت کی دولت نہیں نصیب ہوئی۔ مولوی
وصی اللہ صاحب اعظم گڑھی
(اصدق الروایا ص ۱۵)

خواب

۳۱۔ ملا جیون طالب علم مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون نے تین خواب دیکھے اور
وہ کہتا ہے کہ:

اور تینوں خواب میں میں نے حضور کو آپ کی شکل میں دیکھا اور پھر میں اور
آدمیوں سے کہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مولانا تھانوی کی شکل میں ہیں۔
(اصدق الروایا ص ۲۵)

خواب

۳۲۔ ایک اور صاحب اپنا خواب لکھ کر کہتے ہیں:
اس خواب سے پہلے تین مرتبہ ۳ خواب دیکھے اور تینوں مرتبہ ہمارے مولانا
اشرف علی صاحب کی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے۔ میں نے تینوں مرتبہ
مصافحہ کیا مگر حضور بولے نہیں۔
(اصدق الروایا ص ۳۷)

بتائیے! ان خوابوں کے شائع کرنے کا مطلب کیا ہے؟ غالباً یہی کہ تھانوی
صاحب در پردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ معاذ اللہ۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
تھانوی صاحب کی شکل میں متشکل ہو کر اس لئے نظر آتے تھے کہ ہم گویا تھانوی
ہی ہیں؟ معاذ اللہ۔ اصل میں مریدوں کے ذہنوں میں یہ بٹھانا مقصود ہے کہ تھانوی
صاحب کو دیکھنا گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی دیکھنا ہے۔ چنانچہ آگے اور اس کی
صراحت ملاحظہ فرمائیے:

۳۳۔ نور محمد مدیر رسالہ "صراط مستقیم" حیدرآباد دکن اپنا خواب تحریر کرتے ہیں
حضور اشرف علی تھانوی (سفر میں ہیں اور کسی جگہ قیام ہے جو ہمارے

قیام گاہ سے تھوڑے فاصلہ پر ہے۔ عادت یہ ہے کہ روزانہ ہم لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور حسب معمول کسی وقت کی نشست میں مفاوضات فیضانہ سے مستفید ہوتے ہیں ایک روز میں نے دیکھا کہ مختلف ملکوں کے لوگ توشہ سامان سفر اپنے کاندھوں پر لے کر ہوتے مختلف جہان سے آ رہے ہیں ان میں خصوصاً بلوچستان کے لوگ زیادہ ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ مولانا صاحب یعنی حضور کا نام مبارک لے کر کہتے ہیں تشریف لائے ہیں اس لئے ہم لوگ سفر کر کے حاضر ہوتے ہیں اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ نہیں ہیں درحقیقت حضور سالتماہ صلی اللہ علیہ وسلم فدائہ ابی وامی ومالی دیہاتی وقومی ہیں اور اس وقت تک جتنے روز مجالس میں حضور ہوتی ہے وہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسیں تھیں۔

(اصدق الرویا ص ۱۱)

خط کشیدہ الفاظ میں غور فرمائیے خصوصاً ان الفاظ میں کہ آپ نہیں ہیں درحقیقت حضور سالتماہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اب تو بالکل واضح ہو گیا کہ تھانوی صاحب حقیقت میں تھانوی صاحب نہیں ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ معاذ اللہ نیز اس خواب میں تبلیغی جماعت کی ٹولیوں کا نقشہ پیش کیا گیا ہے تاکہ اس خواب سے وہ اس فریب میں آجائیں کہ جہاں ان کی مجلس ہوتی ہے وہاں حضور تشریف لاتے ہیں اور انکی مجلس حضور ہی کی مجلس ہوتی ہے چنانچہ خواب کے آخری جملے اس کی شہادت ہیں۔ ان کی مجالس میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتیں اور ان کی مجالس حضور ہی کی مجالس ہوں اور اگر اہل سنت یہ کہہ دیں کہ حضور کسی خاص محفل میلاد میں تشریف فرما ہو جاتے ہیں تو پھر انہی حضرات کی طرف سے شرک کا فتویٰ۔

۳۴۴۔ محمود حسین از مدرسہ شاہی مراد آباد کا خواب :

آج کئی دن گذر گئے کترین نے ایک خواب حضور اشرف علی تھانوی کے

متعلق دیکھا تھا لیکن فوراً بوجہ مشغولیت امتحان کے اطلاع نہ دے سکا اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص رات کو مجھے کہہ رہا ہے کہ مولانا کا انتقال ہو گیا ہے اور ہمارا ملنے والا ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور یہ کہہ رہا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دینے کے لئے جا رہا ہوں اب وہ شخص گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف پر جا کر آواز دی کہ مولانا کا انتقال ہو گیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خبر سن کر فوراً قبر مبارک سے اٹھے اور آپ کے جنازہ کے لئے چلے۔ خواب کا مضمون تمام ہوا۔ (اصدق الرویا ص ۱۸)

۳۵۔ شہاب الدین کشمیری گیٹ دہلی کا خواب :

یہ خواب نظر آیا کہ ایک اونچی کرسی کی سی مسجد ہے اور جمعہ کی نماز کے لئے صف بندی ہو رہی ہے اور احقر صحن مسجد میں ہے کسی شخص نے کہا کہ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احقر کے بائیں جانب تھے احقر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا اور احقر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنا رومال بچھا دیا۔ اتنے ہی میں صحن مسجد میں دو شخصوں میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ آں حضرت اس طرف متوجہ ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس مبارک سب سفید تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک احقر کو یاد نہ رہا اور اس مسجد میں حضرت والا نماز جمعہ یعنی آپ (اشرف علی تھا نوی) پڑھا رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احقر کا بازو پکڑ کر اپنے آگے کی صف میں کر دیا تھا۔ اس خواب کی وجہ سے دن کو ایک قسم کی خوشی ایسی معلوم ہوئی کہ جس کے اظہار کو کوئی لفظ ہی سمجھ میں نہ آیا جو تحریر کروں۔ (اصدق الرویا ص ۲۳)

ان دونوں خوابوں میں غور فرمائیے۔ پہلے خواب سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھا نوی صاحب کی نماز جنازہ پڑھی۔ ظاہر ہے کہ تھا نوی صاحب کی نماز جنازہ کسی مولوی نے پڑھائی ہوگی تو وہ مولوی امام ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی

بنے اور دوسرے خواب سے صراحتاً ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھانوی صاحب کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی تو تھانوی صاحب امام ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی۔ ان خوابوں کی اشاعت کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ بتایا جائے کہ تھانوی صاحب کا مقام اتنا بلند ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی اقتدار کرتے ہیں۔ معاذ اللہ

۳۶۔ ایک مریدنی خاتون کا خواب بھی ملاحظہ ہو وہ کہتی ہے:

ایک جنگل ہے اسمیں میں ہوں ایک تخت ہے کچھ اونچا سا اس پر زنیہ ہے ایک میں اور دو تین آدمی ہیں۔ ہم سب کھڑے ہیں حضرت رسول اللہ کے انتظار میں اتنے میں ایسا معلوم ہوا کہ جیسے بجلی چمکی۔ تھوڑی دیر میں حضرت تشریف لائے اور زنیہ پر چڑھ کر میسر سے بغل گیر ہوئے اور مجھ کو خوب زور سے بھینچ دیا۔ جس سے سارا تخت ہل گیا۔ حضرت بولے کہ تجھ کو پل صراط پر چلنے کی عادت ڈالتا ہوں صورت شکل بالکل مولانا اشرف علی صاحب کیسی ہے اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ (صدق الروایا ص ۲۳)

مریدنی کے اس خواب خصوصاً خط کشیدہ الفاظ میں غور فرمائیے۔ پہلے تو کہا میں ہوں ایک تخت ہے۔ پھر کہا ایک میں اور دو تین آدمی ہیں۔ نامعلوم یہ دو تین آدمی ایک دم کہاں سے آگئے؟ چلتے ہو سکتا ہے کہ شاید پہلے نظر نہ آتے ہوں یا غیب سے ایک دم نمودار ہو گئے ہوں مگر اس کے بعد کے شرمناک الفاظ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر نہ تو ان دو تین آدمیوں سے سلام کلام فرمایا بس آتے ہی ایک غیر عورت سے بغل گیر ہو گئے اور اتنا زور سے اس کو دبایا کہ سارا تخت ہل گیا وہ بھی دو تین آدمیوں کے سامنے۔ بتائیے کوئی بزرگ یا عالم تشریف لائیں، اور ان کے انتظار میں دو تین آدمی اور ایک عورت ازراہ عقیدت مندی کھڑے ہوں اور وہ بزرگ یا عالم آتے ہی اس عورت سے چمٹ جائیں اور اتنے زور سے

دبائیں اور ہل چل کریں کہ سارا تخت ہلا کر رکھ دیں نہ ان آدمیوں سے سلام نہ کلام تو ان آدمیوں پر اس کا کیا اثر ہوگا اور پھر اس بات کو شائع کر دیں تو پڑھنے والوں کی نظر میں اس بزرگ یا عالم کی حیثیت کیا ہوگی؟ ایک بزرگ اور عالم کے لئے یہ بات انتہائی نامناسب اور شرمناک تصور کی جائے گی چہ جائیکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات کی نسبت؟ العیاذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو غیر عورتوں سے مصافحہ بھی نہیں فرماتے تھے۔ اگر آپ کہیں کہ یہ تو خواب ہے۔ تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس کو خواب میں ملتے ہیں تو وہ بلاشبہ آپ ہی ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسی حرکت نہیں فرما سکتے۔ ہاں اس خاتون نے آخر میں جو کہا ہے کہ صورت و شکل بالکل مولانا شرف علی صاحب کی سی ہے تو اس سے مسئلہ کچھ حل ہو جاتا ہے اور یہ جو اس خاتون نے کہا کہ حضرت نے فرمایا تجھ کو پل صراط پر چلنے کی عادت ڈالتا ہوں تو یہ بھی خوب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری ظاہری حیات میں کسی صحابی یا صحابیہ کو اس طرح پل صراط پر چلنے کی عادت نہیں ڈالی نامعلوم اس خاتون کے لئے یہ طریقہ کیوں اختیار فرمایا؟ اور پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ عادت تو اس کام کی ڈالی جاتی ہے جو ہمیشہ کرنا ہوتا ہے پل صراط پر تو ایک ہی مرتبہ چلنا ہے۔ شاید اس مریدنی کو بار بار گزرنا ہوگا۔ بلاشبہ جو کوئی ایسی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے جو آپ نے نہیں فرمائی اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

۳۷۔ محبوبانِ خدا کی شان میں گستاخی و ہمسری و برابری کرنا وہابیہ دیوبندیہ کا شیوہ ہے۔ ہمسری و برابری کا وہ سلسلہ قائم کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً سید الانبیاء جلیل کبریا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت میں حصہ بانٹنے سا جھا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہر خصوصیت کا انکار کر کے اس میں خود شرکت

کرتے ہیں۔ چنانچہ

مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں

لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجبِ رحمتِ عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں لہذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔ فقط بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۱۱) اس عبارت میں کتنی صراحت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص صفت رحمۃ للعالمین کا انکار ہے۔ صاف کہہ دیا ہے کہ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔ اور اس میں خود شریک ہونے کے لئے کہہ دیا کہ علماء ربانیین کو بھی رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے۔

ہر وہ شخص جس کو عبارت فہمی کا سلیقہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ کی مذکورہ عبارت کے تین جز ہیں۔ دعویٰ، دلیل، تفریع، لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔ یہ دعویٰ ہے۔ بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجبِ رحمتِ عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں یہ دلیل ہے۔ لہذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دے تو جائز ہے۔ یہ تفریع ہے۔

یہ کلام صراحتاً پکار رہا ہے کہ رحمۃ للعالمین حضور کی مخصوص صفت نہیں بلکہ علماء ربانیین کو بھی رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے۔ رہی بتاویل کی قید یہ گنگوہی صاحب نے عام لوگوں کو پھنسانے کے لئے ایک آرٹ بنائی ہے۔ ورنہ دلیل اگرچہ مثبت مدعا نہیں مگر ان کا مقصود تو صفتِ خاصہ ہی اڑانا ہے۔

اب دیوبندیوں سے پوچھو کہ علماء ربانیین اُن کے نزدیک کون ہیں۔ کیا بریلوی ہیں؟ یا غیر مقلد ہیں۔ یا شیعہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ بریلویوں کو وہ بدعتی کہتے ہیں۔ غیر مقلد ہیں اور شیعوں کو گمراہ کہتے ہیں اور اپنے آپ کو علماء حق اور علماء ربانیین کہتے ہیں۔ تو مطلب یہی ہوا کہ ہمیں بھی رحمۃ للعالمین کہو مگر تاویل یہ کر لو کہ حضور بڑے رحمۃ للعالمین ہیں اور دیوبند کے مولوی چھوٹے رحمۃ للعالمین۔

جیسا کہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ حضور ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ مسلمانو! خوب غور سے سن لو کہ دیوبندیوں کا سب سے بڑا مقصد ہی یہی ہے کہ انبیاء اولیاء خصوصاً جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام خصوصیتیں اُڑا دو اور انکار کر دو کیونکہ جب تک خصوصیت کا انکار نہیں کر گے۔ اس وقت تک برابری اور ہمسری نہ ہو سکے گی ہمسری اور برابری کرنے کے لئے اور مخصوص صفت رحمۃ للعالمین میں شریک ہونے کے لئے کہہ دیا کہ دوسرے پر اگر اس لفظ کو تاویل بول دے تو جائز ہے اگرچہ جناب سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں اور کسی صفت میں اعلیٰ ہونا اسی بات کی دلیل ہے کہ اس صفت میں اور بھی شریک ہیں۔ اگرچہ وہ ادنیٰ ہیں۔ تو نتیجہ یہی نکلا کہ حضور بڑے رحمۃ للعالمین ہیں اور دیوبند کے ملاں چھوٹے رحمۃ للعالمین۔

۳۷۸۔ چنانچہ گنگوہی صاحب نے جب یہ فتویٰ دیا تو ان کے متعلق مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے یہ لکھا۔

کینڈہ غلامان خلیل احمد اپنے بلجا و ماویٰ میزاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علی العالمین غیاث المریدین غوث المشرشدین نائب رسول رب العالمین قطب زمانہ، مجتہد عصرہ داوانہ حضرت مولائی و مرشدی مولانا مولوی رشید احمد صاحب دام اللہ ظللہ برکاتہم علی العالمین۔

(تذکرۃ الرشید ص ۱۲۹)

دیکھیے اس میں گنگوہی صاحب کو میزاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علی العالمین لکھا جس کا معنی

ہے۔ سائے جہانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے پرناے۔ آخر میں لکھا۔ دام اللہ
ظلال برکاتہم علی العالمین۔ یعنی اللہ ان کی برکتوں کے سائے سائے جہانوں پر
ہمیشہ رکھے۔ ان دونوں عبارتوں کا معنی یہ ہوا رحمۃ للعالمین۔ برکات للعالمین۔
جیسا کہ نائبِ سول رب العالمین کہا تو جس طرح یہاں العالمین ہے اسی طرح دونوں
عبارتوں میں العالمین ہے تو جس طرح اللہ تعالیٰ سائے جہانوں کا رب ہے اُس
کی ربوبیت سے کوئی چیز خارج نہیں اسی طرح گنگوہی صاحب سائے جہانوں
پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات ٹھہرے۔

۳۹۔ دیوبندی مولوی کے نزدیک شہیدانِ کربلا رضی اللہ عنہم کے مرثیہ کا
جلانا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے۔ دیکھو فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۳۳
حضرت امام حسین علیہ السلام کے مرثیہ کے لئے تو علماء دیوبند کا یہ فتویٰ
کہ جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے مگر دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی
محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کا مرثیہ لکھا، پڑھا، پڑھوایا، چھپوایا، شائع کیا
سائے دیوبندی مولوی اس سے متفق ہیں اس کا جلانا اور زمین میں دفن کرنا تو دُکنا
کسی نے اُس کی کراہت کا بھی فتویٰ نہ دیا۔ آخر یہ گنگوہی کی عقیدت اور حضرت
امام حسین رضی اللہ عنہ کی عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔

دیوبندیو! جب شہیدانِ کربلا کا مرثیہ جلا دینا اور دفن کر دینا ضروری ہوا تو
گنگوہی صاحب کا مرثیہ لکھنا اور چھپو کر شائع کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟
۴۰۔ دیوبندیوں کے نزدیک ان کے اپنے علماء و مشائخ کا مقام۔

(۱)۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کا توکل میں صبر و قناعت میں
ریاضت و عبادت میں تقویٰ و طہارت میں مجاہدہ میں استقامت میں استغنا میں حب
فی اللہ و بغض فی اللہ میں جس طرح کوئی مثل نہیں اسی طرح تبحر علمی میں وسعت نظر میں

نفقہ میں تحدیث میں عدالت و ثقاہت میں حفظ و اتقان میں فہم و فراست میں اور روایت و درایت میں بھی کوئی نظیر نہ تھا۔ (تذکرۃ الرشید ص ۳)

۲۔ نیز مرثیہ کے پہلے صفحہ پر ہے۔ مخدوم الکل مطاع العالم جناب مولانا رشید احمد یعنی سائے عالم کے مخدوم ہیں اور سارا عالم ان کی اطاعت کرتا ہے۔

۳۔ واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجاتِ اخروی کا سبب ہے۔ (تذکرۃ الرشید ص ۱۱۳)

۴۔ خوش نصیب وہی ہے جو اپنے شیخ کی جوتیوں کے طفیل میں دین حاصل کرے۔ (تذکرۃ الرشید ص ۶)

۵۔ گنگوہی صاحب کے متعلق لکھا: ”مجسم نور اور سرتاپا کمال“ ص ۳ اور دوسرے مقام پر لکھا: ”سرتاپا نور“ (تذکرۃ الرشید ص ۶۲)

۶۔ حاجی امداد اللہ صاحب کے متعلق لکھا۔ حاجی صاحب بے شک چاند ہیں کہ ان کے نور سے ہزار ہا آدمی مستنیر ہوئے اور ہوتے ہیں اور ہوں گے۔ (امداد المشتاق ص ۱۲۹)

۷۔ مرشدوں کی محبت عین اللہ و رسول کی محبت ہے کہ ان کے نائب ہیں۔ (امداد المشتاق ص ۲۷)

۸۔ پیر کی مدح خدا اور رسول ہی کی مدح ہے۔ (امداد المشتاق ص ۱۱۶)

قارئین حضرات! آپ نے ان چالیس حوالوں میں دیوبندی حضرات کی اپنے علماء و مشائخ کے ساتھ عقیدت و محبت جذبات و خیالات۔ انتہائی غلو و مبالغہ اور حد سے بڑھانے کی جھلکیاں گزشتہ صفحات میں دیکھیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے اور یہ حوالے اور خیالات عوام اور جاہل مریدوں کے نہیں بلکہ ان کے اکابر علماء کے ہیں یا ان کے مُصدقہ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو مرنی

خلاق بنایا۔ ان کی مسحاتی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مسحاتی سے بڑھ کر بتایا۔ ان کے کالے کاپے بندوں کو یوسف ثانی کہا۔ بانی اسلام کا ثانی بنایا۔ گنگوہی کے مکان کی اتنی عظمت بڑھائی کہ اہل عرفان بیت اللہ شریف میں بھی گنگوہ کاراستہ پوچھتے پھرتے تھے۔ ان کی قبر کو طوس سے تشبیہ دے کر ان کو خدا ٹھہرایا اور آرنی کہنے والے موسیٰ بنے۔ ان کو جمیع حاجات جسمانی و روحانی کا حاجت روا کہا۔ ان کے حکم کو قضائے مبرم کی تلوار کہا۔ ان کی غلامی کے داغ کو مسلمانی کا تمغہ قرار دیا۔ ان کو مسحائے زمان یعنی حضرت عیسیٰ بنا کر فلک پر پہنچایا اور ماہ کنعانی یعنی حضرت یوسف بنا کر چاہِ لحد میں چھپایا ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر اور ان کی وفات کو آپ کی وفات کا نقشہ قرار دیا۔ انکی سوانح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح قرار دیا۔ نور مجسم۔ سرتاپا نور۔ سرتاپا کمال اور تمام اوصافِ حسنہ علمی و عملی میں بے مثل و بے نظیر ٹھہرایا۔ ان کو تمام عالمین پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات قرار دیا۔ آفتاب نور بنایا۔ صدیق و فاروق شہیدِ صالح اور مرنے کے بعد بھی زندہ کہا اور ان کی حیات کے منکر کو نادان ٹھہرایا۔ ان کے سینے کو چراغِ نبوت کا طاق کہا۔ حضرت جنید شبلی۔ ابو مسعود غوثِ اعظم محی الدین جیلانی اور شیخ اکبر کا ثانی کہا۔ اولیاء کی گردنوں کو ان کے سامنے خم بتایا۔ مریدوں اور طالبوں کا بڑا فریاد رس یعنی غوثِ اعظم و غیاث وغیرہ بنایا۔ انہی کے دم سے بڑے بڑے ائمہ اسلام کا زندہ نظر آنا ٹھہرایا۔ انہی کو گلشن اسلام کا نگہبان قرار دیا اور جب تک امام مہدی نہیں آتے۔ اس وقت تک گلشن کو بے نگہبان ٹھہرایا۔ ان کو میزابِ ہدایت قرار دیا، اور جس نے ان کے سوا کسی اور جگہ سے ہدایت ڈھونڈی اس کو گمراہ بتایا۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو خوابِ بیداری میں رسول اللہ اور نبی کہا گیا جس پر کوئی باز پرس تک نہ کی گئی اور ان کے گھراٹم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہنچایا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اردو زبان کے سیکھنے میں اپنا شاگرد بنایا۔ حضور کو علما

دیوبند کا کھانا پکانے والا کہا گیا۔ حضور کو تھانوی کی شکل و صورت میں بتایا اور ایک غیر عورت سے بغلیہ کر دیا۔ تھانوی صاحب کو اور ان کا جنازہ پڑھانے والے کو حضور کا امام اور حضور کو ان کا مقتدی بنایا۔ اپنے مولویوں اور پیروں کے متعلق خوش عقاد ہی کا یوں مظاہرہ کیا کہ دین انکی جوتیوں کے طفیل میں حاصل کرنے والا خوش نصیب ہے ان کی محبت اور مرح کو عین اللہ و رسول کی محبت اور مرح قرار دیا اور تھانوی صاحب کے پاؤں دھو کر پینے کو نجاتِ آخرت کا سبب قرار دیا وغیرہ وغیرہ۔ ادھر تو یہ عالم ہے اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے کہ سرِ انبیا صلیب کبریا باعثِ ارض و سما رحمة للعالمین شفیع المذنبین عالم ماکان و مایکون صاحب قاب قوسین و سیلتانی الدارین صاحب لواء الحمد و مقام المحمود سید الوجود، نبینا و حبیبنا و شفیعنا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم کے متعلق ان لوگوں کے خیالات کیا ہیں؟ اس باب کو پڑھنے سے پہلے عقیدہ کے متعلق ایک ضروری اصول ملاحظہ فرمائیے:

عقیدہ کے متعلق اصول

عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہیں قطعاً نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں (براہین قاطعہ ص ۵) مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی (اس عبارت سے ثابت ہوا کہ عقیدہ محض قیاس سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ نص قطعی سے ثابت ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کفر ہے

قال محمد بن سحنون اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی

اللہ علیہ وسلم والمستنقص له كافر ومن شك في كفره وعذابه
 كفر (اکفار الملحدین مؤلف مولوی انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی ص ۵۱)
 محمد بن سحنون فرماتے ہیں کہ تمام علماء اُمت کا اس بات پر اجماع ہے کہ
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین و تنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو
 شخص اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

کفر کے حکم کا دار و مدار ظاہر پر ہے قصد نیت پر نہیں

المدار في الحكم بالكفر على الظواهر ولا نظر للمقصد و
 النيات ولا نظر لقرائن حاله (اکفار الملحدین ص ۷۳)
 کفر کے حکم کا دار و مدار ظاہر پر ہے قصد نیت اور قرائن حال پر نہیں۔ نیز
 اسی اکفار الملحدین کے ص ۸۶ پر ہے۔

وقد ذكر العلماء ان التهور في عرض الانبياء وان لم
 يقصد السب كفر
 علماء نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرات و دلیری کفر
 ہے اگرچہ توہین مقصود نہ ہو۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین
 آمیز کلمات کہنا کفر ہے اور اس بارے میں قائل کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا۔ یعنی یہ
 نہیں دیکھا جائے گا کہ کلمہ توہین کہنے والے کی نیت توہین کی ہے یا نہیں۔ اگر
 الفاظ عرف و محاورہ میں صریح توہین آمیز ہیں تو یقیناً اس کو کافر کہا جائے گا اور اس
 میں کوئی تاویل قابل قبول نہ ہوگی۔ اگر باوجود صراحت کے کوئی تاویل کرے گا تو
 وہ تاویل فاسد ہوگی اور تاویل فاسد خود بمنزکہ کفر ہے۔

قال حبيب بن ربيع ان ادعاء التاويل في لفظ صراح لا يقبل
(اقرار الملحدین ص ۳۳) حبيب ابن ربيع نے فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ
قبول نہیں کیا جاتا۔ یہی علماء دیوبند کے مقتداء فرماتے ہیں التاویل الفاسد
کا لکفر (اقرار ص ۶۲) کہ تاویل فاسد کفر کی طرح ہے۔

بلاشبہ یہی حق ہے ورنہ کفر والحاد اور توہین و تنقیص کا دروازہ کھل جائے
گا اور ہر دریدہ دہن اور بے ادب گستاخ جو چاہے گا کہتا پھرے گا جب گرفت ہو
گی تو صاف کہہ دے گا کہ میری نیت توہین کی نہ تھی اور کوئی تاویل کر دے گا۔ یاد
رکھیے جس طرح لفظ صریح میں تاویل نہیں ہو سکتی ایسے ہی نیت کا عذر بھی اس
میں قابل قبول نہ ہوگا۔ مثلاً کوئی شخص کسی بزرگ سے کہے گا کہ آپ بڑے ولد الحرام
ہیں یعنی حرام کے بچے ہیں اور پھر تاویل یہ کرے کہ لفظ حرام کے معنی فعل حرام نہیں
بلکہ محترم کے ہیں جیسے المسجد الحرام۔ لہذا ولد الحرام سے مراد ولد محترم ہے اور معنی
یہ ہیں کہ آپ بڑے محترم کے بچے ہیں تو کیا کوئی اہل انصاف کسی بزرگ کے حق
میں اس تاویل کی رو سے لفظ ولد الحرام بولنے کو جائز قرار دے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ اس
لفظ کو بر بنائے عرف و محاورہ اہل زبان کلمہ توہین ہی قرار دے گا۔

لہذا قارئین حضرات سے درخواست ہے کہ وہ علماء دیوبند کی توہین آمیز
عبارات پڑھتے وقت اس اصول کو پیش نظر رکھیں اور یہ دیکھیں کہ ان عبارات میں
توہین ہے یا نہیں۔

توہین و تنقیص علم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ علماء دیوبند کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے ملک الموت اور
شیطان کا علم زیادہ ہے اور ملک الموت اور شیطان کے علم کی زیادتی نصوص قطعیہ یعنی

قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور حضور کے علم کی زیادتی کے لئے علماء دیوبند کے نزدیک کوئی نص قطعی نہیں۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (زیادتی) نص سے (قرآن و حدیث سے) ثابت ہوتی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و صدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی ص ۱۵)

اس عبارت میں ساری زمین کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو شرک کہا مگر اسی شرک کو ملک الموت اور شیطان کے لئے نص سے ثابت مانا۔ چنانچہ الفاظ عبارت میں غور فرمائیے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوتی یعنی شیطان اور ملک الموت کے لئے تو نص ہے جس سے وہ ثابت ہے اور اس نص سے مراد بھی نص قطعی ہے بلکہ نصوص قطعیہ ہیں چنانچہ براہین قاطعہ کے اسی صفحہ پر اس عبارت سے چند سطر پہلے لکھا ہے۔ ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی۔ اس کا حال نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے یعنی فخر عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی نہیں اگر نص ہوتی تو مانا جاتا چونکہ نص نہیں لہذا حضور کیلئے یہ علم ماننا شرک ہے۔ کتنی صراحت ہے کہ جس وسعت علم کو شیطان اور ملک الموت کے لئے نصوص قطعیہ سے ثابت مانا اسی وسعت علم کا حضور کیلئے بوجہ نص نہ ہونے کے انکار کیا اور اس کو شرک بتایا اور شرک بھی وہ جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں کیسی جہالت کی بات ہے اس لئے کہ یہ بات مسلمہ ہے کہ شرک میں تفریق نہیں ہو سکتی۔

جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو وہ جس کے لئے بھی ثابت کی جائے گی شرک ہی ہوگی۔ کیونکہ کوئی خدا کا شریک نہیں ہو سکتا اور اس عبارت میں جس علم کا حضور کے لئے ثابت کرنا شرک خالص کہا خود اسی علم کو شیطان و ملک الموت کے لئے ثابت مانا۔ شیطان مردود سے ایسی خوش عقیدگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی عداوت۔ یہ بھی خیال نہ کیا کہ جس علم کا ثابت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شرک ہے وہ شیطان مردود کے لئے کیسے ثابت ہو سکتا ہے وہ بھی قرآن و حدیث کی نصوص قطعیہ سے۔ معاذ اللہ۔

اس عبارت کے دو سطر کے بعد لکھا پس اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ (براہین قاطعہ ص ۵۲) ان دونوں عبارتوں میں کتنی صراحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان اور ملک الموت کے علم سے کم ہے۔ یہ دونوں عبارتیں صریح کفر ہیں اور ان عبارات پر علماء عرب و عجم نے کفر کا فتویٰ دیا۔ جب فتویٰ لگا تو علماء دیوبند نے فوراً رخ بدلا اور اس فتوے کو غلط ثابت کرنے اور اپنے آپ کو کفر سے بچانے کے لئے کوشش کی مگر اس کوشش سے ان کا کفر اور پکا ہو گیا چنانچہ ملاحظہ ہو۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے لکھا:

ہمیشہ سے میرا اور میرے بزرگوں کا عقیدہ آپ کے فضل المخلوقات فی جمع الکلمات العلیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مخمر (لبطالبنان ص ۷ سیف یبانی ص ۵)

مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی نے لکھا:

ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ

تعالے نے جس قدر علوم کمالیہ عطا فرمائے اتنے ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کی پاک جماعت میں بھی کسی کو نہیں دیتے۔ (سیف میانی ص ۵)

خود براہین قاطعہ کے مؤلف مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے لکھا:

میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون جانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعن کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے۔
(الختم علی لسان الخصم ص ۶ قطع الوتین ص ۱)

یہی انبیٹھوی صاحب المہند میں جس پر تمام دیوبندی کتبہ کی تصدیقیں ہیں، لکھتے ہیں: ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے (المہند ص ۲۴)

قارئین حضرات! علماء دیوبند کے پلٹا کھانے کے بعد کی ان چار عبارتوں کو دیکھیے اور دیوبندی حضرات سے سوال کیجئے کہ تمہارے نزدیک اوپر والی دو عبارتیں درست ہیں یا نیچے والی چار عبارتیں؟ اگر اوپر والی دو عبارتوں کو درست کہو تو نیچے والی چار عبارتوں کے قائل کافر و مشرک قرار پاتے ہیں اور اگر ملعون قرار پاتے ہیں اور اگر دونوں کو درست کہو تو نیچے اور اوپر والے سب ہی کافر و مرتد اور مشرک و ملعون ٹھہرتے ہیں۔ دیکھتے اوپر والوں نے کہا تھا کہ فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی نہیں اور عقیدہ نص قطعی سے ثابت ہوتا ہے تو نیچے والوں کو فتویٰ لگنے کے بعد کہاں سے نص قطعی ہاتھ میں آگئی کہ یہ کہا کہ ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ جمع کمالات علمیہ و عملیہ میں ساری مخلوقات سے افضل اور برتر ہیں اور اوپر والوں نے کہا تھا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی نہیں چہ جائیکہ زیادہ فتویٰ لگنے کے بعد نیچے والوں نے کہا ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (کسے باشد) کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے بہر صورت

نیچے اوپر والوں نے خود ہی اپنے حق میں کفر کی رجسٹری کر دی اب کسی طرح یہ کفر اٹھایا نہیں جاسکتا۔

عجب کچھ پھیر میں ہے سینے والا جبیب داماں کا

جو یہ ٹانکا تو وہ ادھر اجو وہ ٹانکا تو یہ ادھر ا

۲۔ دیوبندیوں تبلیغیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی ہے جس میں حضور کی سخت توہین ہے۔ تھانوی صاحب کی عبارت یہ ہے:

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔ چار سطر کے بعد لکھا اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ ہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔

(حفظ الایمان ص ۸۷)

اس ناپاک عبارت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص بالکل ظاہر بلکہ اظہر ہے، یہ عبارت کوئی جرمنی، چینی یا جاپانی زبان میں نہیں ہے جس کا مطلب مراد سمجھنے میں کوئی دشواری ہو بلکہ صاف و صریح معمولی اردو ہے اور ہر اردو زبان جاننے والا اس کا مطلب مراد باسانی خوب سمجھتا ہے کہ اس عبارت میں تھانوی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کی ہیں بعض غیب اور کل غیب دوسری قسم کل غیب کو تو حضور کے لئے نقلاً و عقلاً باطل بتایا اور نہ کوئی حضور کے لئے غیر متناہی

کا قائل ہے۔ جب دوسری قسم باطل ہو گئی تو صرف پہلی قسم بعض علم غیب ہی رہی۔ اسی کو حضور کے لئے ثابت مانا اور وہی واقعی حضور کا علم ہے اسی کو لے کر کہا۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے یعنی کوئی تخصیص نہیں اس میں صاف صاف تخصیص کی نفی ہے۔ جب تخصیص کی نفی ہو گئی تو یہ آپ کی صفت خاص کمالیہ نہ رہی اسی لئے کہا ایسا علم غیب جیسا کہ حضور کو ہے تو زید و عمرو یعنی عام آدمیوں کو بلکہ ہر صبی و مجنون یعنی تمام نابالغ بچوں اور پاگلوں کو بلکہ جمیع حیوانات و بہائم یعنی تمام حیوانوں اور تمام چوپایوں کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔

اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں پاگلوں اور تمام جانوروں کے علم سے تشبیہ دے کر حضور کی سخت توہین کی گئی ہے اور حضور کی توہین کفر ہے۔ اسی لئے عرب و عجم کے سینکڑوں علماء کرام نے اس ناپاک عبارت کو کفریہ عبارت قرار دیا اور اس کے قائل کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا تفصیل کے لئے دیکھو کتاب الصوامع الہندیہ و دیوبندی مذہب) جب اس عبارت پر کفر کا فتویٰ لگا تو تھانوی صاحب اور ان کی پارٹی نے اس عبارت کی مختلف توجیہیں کرنی شروع کر دیں اور سر توڑ کوشش کی کہ کسی طرح اس کفریہ عبارت کو درست اور ایمانی عبارت ثابت کر دیں لیکن نتیجہ بالکل اس کے برعکس نکلا مثلاً مولوی تفسیر احسن صاحب درہنگی نے حفظ الایمان کی اس عبارت پر ایک کتاب لکھی تو ضیح البیان فی حفظ الایمان اس کے صفحہ ۸ پر لکھا۔ واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اسکے معنی اس قدر اور اتنے کے معنی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں یعنی حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ”ایسا“ اتنا اور اس قدر کے معنی میں ہیں مانند یا مثل کے معنی میں نہیں ہے۔

اسی کتاب کے ص ۸ پر لکھا عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ”ایسا“ معنی اس قدر اور

اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی؟ یعنی حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ "ایسا" معنی میں اتنا اور اس قدر کے ہے تشبیہ کے معنی میں نہیں۔ مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی نے بھی درہنگی صاحب کی ہمنوائی کرتے ہوئے فرمایا حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی "ایسا" تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ وہ یہاں بدوں تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے۔

(فتح بریلی کا دلکش نظارہ ص ۳۲)

اسی کتاب کے صفحہ ۲۷ پر لکھا حفظ الایمان کی عبارت میں بھی جیسے کہ میں بدل قاہرہ ثابت کر چکا ہوں وہ (یعنی لفظ ایسا) بغیر تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر ہے "ایسا تشبیہ کے علاوہ دوسرے معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور حفظ الایمان کی عبارت میں وہ بلا تشبیہ کے اتنا کے معنی میں مستعمل ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۳۵ پر ہے۔ اگر بالفرض اس عبارت کا وہ مطلب ہو جو مولوی سردار احمد صاحب بیان کر رہے ہیں جب تو ہمارے نزدیک بھی موجب کفر ہے۔

نوٹ! مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی اور شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اسی عبارت پر بریلی شریف میں مناظرہ ہوا تھا اس میں مولانا سردار احمد صاحب قبلہ کا یہ فرمانا تھا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ "ایسا" جو ہے وہ تشبیہ کے لئے ہے۔ مولوی منظور احمد صاحب کا یہ کہنا تھا کہ لفظ "ایسا" اتنا یا اس قدر کے معنی میں ہے۔ اسی کا ذکر کرتے ہوئے مولوی منظور احمد صاحب نے کہا کہ اگر اس عبارت کا وہ مطلب ہو جو مولوی سردار احمد صاحب بیان کر رہے ہیں جب تو ہمارے نزدیک بھی موجب کفر ہے۔

قارئین محترم! مولوی مرتضیٰ حسن صاحب درہنگی اور مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی کی توجیہی عبارات کا حاصل اور نتیجہ یہ ہوا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا علم غیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ اتنا اور اس قدر کے معنی میں

ہے ہاں اگر تشبیہ کے لئے ہوتا تو ضرور تو ہین علم نبوت ہوتی جو موجب کفر ہے۔ اب صد دیوبند مولوی حسین احمد صاحب ٹانڈوی ثم مدنی کی سینے، فرماتے ہیں:

حضرت مولانا تھانوی عبارت میں لفظ "ایسا" فرما ہے، ہیں لفظ "اتنا" تو نہیں فرما ہے ہیں۔ اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا۔ (الشہاب الثاقب ص ۱۲۱)

اسی کتاب میں آگے فرماتے ہیں اس سے بھی اگر قطع نظر کر لیں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے (ص ۱۲۱)

یعنی اس عبارت میں لفظ "ایسا" تشبیہ کے لئے ہے اگر اتنا یا اس قدر ہوتا تو البتہ یہ احتمال ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اور چیزوں (یعنی بچوں اور پاگلوں اور جانوروں) کے برابر کر دیا۔ معاذ اللہ۔

نتیجہ اور حاصل یہ نکلا کہ مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی اور مولوی منظور احمد صاحب سنہلی کی توجیہ اور تاویل کی بنا پر مولوی حسین احمد صاحب کافر ہو جاتے ہیں اور مولوی حسین احمد کی تاویل و توجیہ کے مطابق مولوی مرتضیٰ حسن اور مولوی منظور احمد کافر ہوتے ہیں اور آج کے دیوبندی ان سب کو اپنا پیشوا اور مقتدا مان کر کیا ہوتے؟ جو اب ظاہر ہے۔

حفظ الایمان کی عبارت میں ایسا علم غیب سے حضور کا علم ایک اور توجیہ مراد نہیں بلکہ بعض مطلق علم غیب مراد ہے۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ توجیہ بھی بالکل غلط ہے کیونکہ پوری عبارت یہی شہادت دے رہی ہے کہ ایسا علم غیب سے مراد حضور ہی کا علم غیب ہے اس لئے کہ شروع میں ہے پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا جب حضور کی ذات پر علم غیب کا حکم کرنے میں کلام ہے تو علم غیب بھی حضور ہی کا مراد ہوا۔ پھر تھانوی صاحب نے

زید سے دریافت کیا تو کس کے علمِ غیب کو حضور ہی کے اور کہا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اس عبارت میں تھانوی صاحب نے کس کا علم پوچھا ہے؟ ظاہر ہے کہ حضور ہی کا علم غیب دریافت کیا ہے اور حضور ہی کے علم غیب کی دو قسمیں کیں بعض غیب یا کل غیب کل غیب تو خود ہی بعد میں نقلاً و عقلاً باطل کر دیا۔ تو کل غیب کس کے لئے باطل کیا حضور ہی کے لئے۔ اب رہ گیا بعض غیب تو بعض کس کا علم رہا حضور ہی کا رہا اسی کے متعلق

تھانوی صاحب نے کہا اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے اس عبارت میں کس کی تخصیص کی نفی کی ہے حضور ہی کی جب تخصیص نہ رہی تو مشارکتِ مشابہت لازم آگئی۔ اسی لئے کہا ایسا علم غیب جیسا کہ حضور کو ہے تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ

جمع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ لہذا اب لفظ ایسا علم غیب سے مراد کسی اور کا علم غیب ہرگز نہیں ہو سکتا حضور ہی کا علم غیب مراد ہو اور اسی کو بچوں، پاگلوں اور جانوروں سے تشبیہ دی۔ تو یہ تو جہرہ بھی غلط ثابت ہوئی کہ ایسا علم غیب سے مراد حضور کا علم غیب نہیں بلکہ بعض مطلق علم غیب ہے۔ اور اگر لفظ ایسا تشبیہ کے لئے نہ بھی ہو بلکہ اتنا اور اس قدر کے معنی میں ہو تو بھی یہ عبارت کفر یہ ہی ہوگی چنانچہ ملاحظہ

فرمائیں۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب

یعنی اتنا اور اس قدر علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمع حیوانات و بہائم کے

لئے بھی حاصل ہے۔ ہر اردو جاننے والا سمجھتا ہے کہ اس میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی صریح توہین ہے اس لئے کہ اب اس کا مطلب یہ ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کا علم غیب اتنا اور اس قدر ہے جتنا بچوں، پاگلوں اور جانوروں کا ہے۔ معاذ اللہ بلاشبہ

یہ عبارت کفر یہ ہے کیونکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین توہین ہے۔

تھانوی صاحب کے معتقدین کہتے ہیں کہ اس عبارت میں صریح توہین تو کیا توہین

کاشائے تک نہیں ہے تم سمجھے نہیں ہو وہ حکیم الامت تھے ان کی بات سمجھنا کوئی معمولی بات ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان لوگوں کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس ہے کہ اگر واقعی آپ لوگوں کے نزدیک یہ عبارت گستاخانہ نہیں اور اس میں توہین کاشائے تک نہیں تو ازراہ دیانت اصل عبارت اور اس کے فوٹو میں نہایت ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

نوٹو

اصل عبارت

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔

پھر یہ کہ تھانوی صاحب کی ذات بابرکت پر علم کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم۔ اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں تھانوی صاحب کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو ایرے غیرے بلکہ ہر نابالغ بچے اور پاگل بلکہ تمام حیوانوں یعنی گھوڑوں اور گدھوں وغیرہ اور ہر چارپائے یعنی کتوں، بٹوں، سوروں وغیرہ کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر ایک کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے۔

اب تھانوی صاحب کے معتقدین بتائیں کہ اس عبارت میں تھانوی صاحب اور ان کے علم کی توہین ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور واقعی ہے تو تھانوی صاحب کی بالکل بعینہ اسی قسم کی عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے علم شریف کی توہین ہے یا نہیں؟ اور آپ کی توہین کفر ہے یا نہیں؟

اگر توہین نہیں ہے تو یہی عبارت تھانوی صاحب کے متعلق چھپوا کر شائع کر

دیں۔ مگر عاशा و کلا تھا نوی صاحب کے معتقدین ہرگز ایسا نہیں کریں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر ایسا کریں گے تو تھا نوی صاحب کی شان میں بہت بڑی گستاخی ہوگی۔ رہا یہ سوال کہ پھر وہی عبارت وہی الفاظ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بہت بڑی گستاخی کیوں نہیں؟ کیا یہ تھا نوی صاحب کے ساتھ عقیدت اور حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت کی کھلی ہوئی دلیل نہیں کہ جو الفاظ تھا نوی صاحب نے حضور کے لئے استعمال کیئے ہیں بعینہ وہی الفاظ تھا نوی صاحب کے لئے استعمال کرنا گستاخی ہے کیا تھا نوی صاحب کی شان حضور کی شان سے بڑھی ہوئی ہے۔ معاذ اللہ

ایک مُغالطہ | دیوبندی حضرات کہتے ہیں کہ تھا نوی صاحب نے تو لفظ عالم الغیب کے اطلاق کے متعلق کہا ہے کہ اگر زید بعض علوم غیبیہ کی وجہ سے حضور کو عالم الغیب کہتا ہے تو بعض علم غیب اگرچہ تھوڑا سا ہو تو زید و عمر و بلکہ ہر بچہ اور ہر دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے تو پھر زید سب کو عالم الغیب کہے؟

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سے علوم غیبیہ عطا فرمائے اور آپ بے عطاء الہی غیب کے عالم ہیں اور آپ کی ذات میں اس لفظ کے معنی متحقق ہیں لیکن بعض الفاظ کی خصوصیت ہوتی ہے جیسے بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت رحم والے ہیں مہربان ہیں مگر آپ کو لفظی خصوصیت کی بنا پر "رحمن" کہنا جائز نہیں یا جیسا کہ آپ بلاشبہ عزیز و جلیل ہیں مگر آپ کو محمد عز و جلیل کہنا جائز نہیں۔ اسی طرح ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ آپ کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔ مگر دیوبندی حضرات تعصب اور ضد کی پٹی آنکھوں سے اتار کر حفظ الایمان کی عبارت کے الفاظ دیکھیں پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو۔ تھا نوی صاحب

تو عالم الغیب کیا آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا بھی صحیح نہیں مانتے اسی لئے کہا اگر بقول زید صحیح ہو یعنی ہم تو صحیح نہیں مانتے اگر زید کے قول کے مطابق صحیح ہو تو معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب تو علم غیب کے حکم ہی کو رد کر رہے ہیں۔ کیا حفظ الایمان کی عبارت میں علم غیب کا حکم کیا جانا ہے یا عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا ہے۔ عبارت میں حکم کا لفظ ہے یا اطلاق عالم الغیب کا؟ پھر یہ کہنا کہ علم غیب کے اطلاق کے متعلق کہا ہے غلط ہے یا نہیں؟

مخلصین کا مشورہ

حفظ الایمان کی اس ناپاک اور ایمان سوز عبارت کے متعلق خود تھانوی صاحب کے بعض مخلص مریدین نے بذریعہ خط تھانوی صاحب کی خدمت میں التجا کی کہ اس عبارت میں مناسب ترمیم کر دی جلتے جس سے تو بین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شائبہ نہ ہے۔ چنانچہ ان کے خط میں سے کچھ عبارت بعینہ نقل کی جاتی ہے

ایسے الفاظ جن میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ کو علوم مجاہدین و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سحت سوادبی کو مشعر ہے کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کر لیا جائے جس میں مخلصین حائنین جناب والا کو حق بجانب وہی میں سحت دشواری ہوتی ہے۔ وہ عبارت آسمانی اور الہامی عبارت نہیں کہ جس کی مصدر صورت اور ہیئت عبارت کا بحالہ و یا بالفاظہ باقی رکھنا ضروری ہے۔

(تغییر العنوان ص ۱)

خط کی اس عبارت سے صاف طور پر یہ واضح ہے کہ خود تھانوی صاحب کے مریدین اور حائنین کو حسب ذیل باتوں کا اعتراف ہے۔

۱۔ کہ اس عبارت میں علوم غیبیہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم مجاہدین و بہائم

سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ۲- اس میں سخت بے ادبی ہے۔ ۳- لہذا اس سے جمع کر لینا چاہیے؟ ۴- اس عبارت پر بحث و مناظرہ میں ہم مخلصین و حامین مخالفین و معترضین کو کوئی حق بجانب یعنی صحیح جواب نہیں دے پاتے اور ہمیں سخت دشواری پیش آتی ہے۔ ۵- یہ کوئی آسمانی اور الہامی عبارت تو ہے نہیں جس کا انہی الفاظ کے ساتھ باقی رکھنا ضروری ہے۔

قارئین حضرات! ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ خود تھانوی صاحب ہی کے مخلصین و حامین نے ان کو کیسا عاجزانہ و مخلصانہ اور کتنا مفید مشورہ دیا تھا جس کے مان لینے سے خود تھانوی صاحب کفر سے اور ان کے مخلصین و حامین اس دشواری اور تکلیف سے نجات پا جاتے جو سنیوں کی گرفت کے وقت ان کو ہوتی ہے۔ لیکن تھانوی صاحب نے اس خیال سے کہ اگر اس مشورہ پر عبارت بدل دی تو عبارت کے کفر یہ ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہے گا اور اس سے ہماری شان مجددیت میں فرق آجائے گا ان کے اس مشورے کو قبول نہ کیا۔ لیکن پھر ان کے چند خیر خواہوں نے عرض کیا جناب! آپ کی اس عبارت کے درست اور حق ہونے میں اصلاً کوئی شبہ نہیں۔ نہ اس میں کوئی بے ادبی ہے نہ اس میں کوئی تشبیہ ہے بڑی ایمان افروز عبارت ہے واہ سبحان اللہ! لیکن حضور والا! لوگ چونکہ بد فہم ہیں اور وہ حضور کی بات کو سمجھ نہیں سکتے۔ اس لئے آپ اس میں ترمیم فرمادیں۔ تھانوی صاحب نے فرمایا جزاکم اللہ بہت اچھا کیا تم نے پھر آنجناب نے عبارت کو بدل لیا لیکن یہ کہہ کر کہ وہ پہلی عبارت بھی بالکل حق اور درست ہے۔ گویا بات وہیں کی وہیں رہی اے کاش! تھانوی صاحب اس عبارت کو بدلتے وقت پہلی عبارت کے غلط ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے تو یہ کر لیتے تو نہ آپس میں مناظروں اور مجادلوں کی نوبت آتی اور نہ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا دامن تارتا رہتا۔ بڑے بڑے لوگوں سے بھی

غلطیاں ہو جاتی ہیں انسان کے تو خمیر میں ہی خطا و نسیان ہے اور یہ مقام بھی ضد اور ہٹ دھرمی کا نہیں تھا سرور انبیاء صلیب کبریا باعث ارض سما حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کے تحفظ اور اپنے ایمان و کفر کا سوال تھا مگر بد نصیبی کا کیا علاج ع اللہ جسے توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں۔

بدلی ہوئی عبارت

تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کی کفریہ عبارت کو حسب ذیل الفاظ میں بدلا۔

اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے۔ مطلق

بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں۔ (تغییر العنوان ص ۳)

پہلی عبارت جس کو بدلنے کے باوجود تھانوی صاحب حق اور درست مانتے ہیں،

اس کے کفریہ ہونے پر کافی بحث ہو چکی ہے اب بدلی ہوئی عبارت ہدیہ قارئین ہے۔

اس میں انہوں نے ”ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و

بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ کے بجائے یوں کر دیا کہ ”مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی

حاصل ہیں جس سے واضع طور پر ثابت ہوا کہ تھانوی صاحب مطلق بعض علوم غیبیہ کا حصول

انبیاء تو کیا غیر انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی مانتے ہیں دوسری جگہ ہی تھانوی صاحب نے یہ

”علم غیب جو بلا واسطہ (یعنی ذاتی) ہو وہ تو خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ اور جو

بواسطہ ہو (یعنی بذریعہ وحی وغیرہ) وہ مخلوق کے لئے ہو سکتا ہے مگر اس سے مخلوق کو

عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔“ (بسط البنان ص ۲)

اس عبارت میں بھی انہوں نے علم غیب جو بواسطہ یعنی بذریعہ وحی وغیرہ عطا ہو

کو مخلوق کے لئے صریح طور پر مانا ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ اس سے مخلوق کو عالم الغیب

کہنا جائز نہیں۔ اس کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مخلوق کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔

لیکن یہ تو ثابت ہو گیا کہ تھانوی صاحب مخلوق کے لئے علم غیب بلکہ علوم غیبیہ عطائی کے صریح طور پر قائل ہیں۔

لیکن اب ذرا انہی کے مسک کے علماء کے ارشادات کی روشنی میں تھانوی صاحب کے متعلق فیصلہ کیجئے کہ وہ کون ٹھہرتے ہیں۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ:

○ علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۱۱ فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۲)

○ پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹)

○ اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۱)

امام الوہابیہ دیوبندیہ مولوی اسمعیل دہلوی فرماتے ہیں:

○ کسی انبیاء اولیاء امام و شہیدوں کے جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر کے بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے (ورنہ مشرک ہو جائے گا) تقویۃ الایمان ص ۲۵

جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے اور شریعت کے ادب سے منہ سے نہ کہتے تھے سو وہ بڑا جھوٹا ہے بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوائے کوئی جانتا ہی نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۶)

مولوی قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

اور جب آپ کو ہی علم غیب نہیں جو کمالات بشری کے منتہا اور خاتم ہیں تو مخلوقات میں کون رہ جاتا ہے جس کے لئے یہ کمال ثابت کیا جائے۔

(علم غیب ص ۱۵)

قارئین حضرات! ملاحظہ فرمایا آپ نے۔ تھانوی صاحب تو فرماتے ہیں کہ مطلق

بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں اور وہ علم غیب جو بواسطہ ہو وہ مخلوق کے لئے ہو سکتا ہے اور گنگوہی صاحب اور دہلوی صاحب اور دیوبند کے مہتمم صاحب فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے کسی تاویل سے بھی علم غیب ثابت کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا صریح شرک ہے اور اللہ کے سوا کسی کے متعلق بھی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتا ہے جو یہ عقیدہ رکھے گا وہ بڑا جھوٹا اور مشرک ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تھانوی صاحب عبارت بدل کر بھی نہ بچ سکے بلکہ اپنوں ہی کے ارشادات سے مشرک اور بڑے جھوٹے ثابت ہو گئے ۶ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

۳۔ لطیفہ! مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں

پس اس میں ہر چہ پارائے مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں۔ (مسئلہ در علم غیب ص ۱)

مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی زیر آیت ما کا اللہ لیطلعکم علی الغیب کے تحت رقم طراز ہیں:

خلاصہ یہ ہوا کہ عام لوگوں کو بلا واسطہ کسی غیب کی یقینی اطلاع نہیں دی جاتی انبیاء علیہم السلام کو دی جاتی ہے (ص ۹۵)

مولوی قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جیسے علم غیب اللہ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے جس میں کوئی غیر اللہ شریک نہیں ایسے ہی اللہ کی جانب سے غیب پر مطلع ہونا رسولوں کے ساتھ مخصوص ہے جس میں کوئی غیر رسول شریک نہیں (علم غیب ص ۳۲)

یہی قاری صاحب چند سطر آگے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

کہ ہم نے رسول کو غیب پر مطلع کر دیا ہے (علم غیب ص ۳۵)

قارئین! غور فرمائیے۔ بڑے میاں تو فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں اور دو چھوٹے میاں فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع ہیں اب ان میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا یہ ان کے ماننے والے ہی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

۴۔ خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں وَاللّٰهُ لَا اَدْرِى مَا يَفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ

اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں (براہین قاطعہ) اس عبارت میں براہین قاطعہ کے مصنف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی نفی میں دو روایتیں پیش کی ہیں پہلی روایت کا مفہوم اس کے نزدیک یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ آخرت میں کیا معاملہ ہوگا۔ دوسری روایت کی نسبت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کر کے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ معاذ اللہ۔ ان دونوں روایتوں کے متعلق گفتگو کرنے سے پہلے یہ عرض ہے کہ ثابت ہوا کہ دیوبندی حضرات کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تو اپنی عاقبت اور نہ دوسروں کی عاقبت کا علم ہے بلکہ آپ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ العیاذ باللہ، دیوبندیو! کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ آیت نہیں اتری عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا اور کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ جٰهَدُوْا وَاٰمُوْا لِيْهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط وَاُوْلٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ذٰلِكَ وَمَا يُغْنِيْهِمْ عَنْهَا شَيْءٌ مِّنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۶﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسٰنٍ ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

بَدَأَ ذَٰلِكَ الْفَوْزَ الْعَظِيمَ ﴿۱۱﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا
 جِهَادًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۖ أَعْظَمُ
 رَجَاةٍ عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ
 اللَّهُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَيَرْضَوْنَ ۖ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ
 مُّقِيمٌ ۖ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ
 عَظِيمٌ ۝ ﴿۱۲﴾ وَعَدَّ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ
 تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسْكَنٌ طَيِّبَةٌ
 فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ۖ وَيَرْضَوْنَ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ۖ ذَٰلِكَ هُوَ
 الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ ﴿۱۳﴾ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
 جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ﴿۱۴﴾ اور
 کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات نہیں ہیں کہ ہم دنیا میں آخری ہیں لیکن
 قیامت کے دن اول ہوں گے۔ میں قیامت کے دن ساری اولادِ آدم کا سردار
 ہوں گا۔ میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا۔ سائے نبی میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔
 میں انگوٹھوں پھیلوں میں اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں گا۔ لوگ جب خاموش ہوں
 گے تو میں خطیب ہوں گا۔ جب مجبوس ہوں گے میں شفاعت کرنے والا ہوں گا۔
 جب مایوس ہوں گے میں خوش خبری دینے والا ہوں گا۔ اس دن عزت و کرامت اور
 کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ مجھے جنتی عذہ پہنایا جائے گا پھر میں عرشِ الہی کے اہل
 طرف کھڑا ہوں گا اور میرے سوا کوئی نہیں جو اس جگہ کھڑا ہو۔ اور میں ہی پہلا وہ ہوں جو
 جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا اور زنجیر ہلاؤں گا تو اللہ جنت کا دروازہ کھولے گا پھر مجھے
 اس میں داخل کرے گا اور میرے ساتھ فقرا مومنین ہوں گے۔ بہشت میں سب سے اونچا
 درجہ میرے لئے ہوگا۔ میں قیامت کے دن سائے نبیوں کا امام، خطیب اور شفیع ہوں گا۔

(مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

شان رسالت کے منکر و ابتاؤں تہا کے بڑے مولوی خلیل احمد نے جو فرمانِ رسول کا مفہوم سمجھا اس پر ایمان و یقین اور عقیدہ رکھتے ہوئے تم کتنی آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ٹھہرتے ہو؟ آؤ ہم اہل سنت سے سنو کہ فرمانِ اقدس کا صحیح مفہوم کیا ہے۔ لا ادری کے معنی صرف یہ ہیں کہ میں بغیر تعلیم خداوندی کے کھنڈاٹھل و قیاس نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ کیونکہ ادری درایت سے ہے اور درایت کے معنی ہیں اٹکل و قیاس سے جانتا۔ فرمایا لا ادری میں اٹکل یا قیاس سے نہیں جانتا یعنی میرا علم قیاسی یا اٹکل پتو نہیں بلکہ میں تعلیم الہی سے جانتا ہوں۔ یہی دوسری روایت اس کے معاملے میں تو تمہارے بڑے مولوی نے بددیانتی کے انتہا کردی کہ اس کو حضرت شیخ کی طرف نسبت کر دیا کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں حالانکہ حضرت شیخ نے تو اس کا رد کرنے کے لئے اس کو بطور اشکال نقل فرما کر آگے اس کا رد فرمایا ہے کہ یہ روایت بے اصل اور غلط ہے اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

اسی جا اشکال می آرند کہ در بعضی روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ من بندہ ام نمیدانم آنچه در پس این دیوار است جو البش آنست کہ این سخن اصل اندر دور روایت بدال صحیح نشدہ است۔ (مدارج النبوت ص ۹)

یعنی اس جگہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں بندہ ہوں اور نہیں جانتا ہوں کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ بات بے اصل ہے اور یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

قارئین حضرات! غور فرمائیے کہ جس بے بنیاد اور غلط روایت کو حضرت شیخ نے رد کرنے کے لئے لکھا اس کو خود شیخ کی روایت کہنا کتنی جہالت اور ظلم ہے اور ایسی بے اصل اور غلط روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالِ علم کا انکار کرنا حضور

کے ساتھ عداوت نہیں تو اور کیا ہے ؟

چہ بے خبر زبیر مقام محمد عربی ست (صلی اللہ علیہ وسلم)

توہین و تنقیص عمل رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی کمالات کے متعلق مختصر بحث گذر چکی کہ آپ کے علم شریف کو جانوروں اور پانگلوں کے علم کی طرح کہا گیا اور شیطان لعین کے علم سے کم کہا گیا۔ اب عملی فضیلت و کمال کے متعلق ملاحظہ ہو۔ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:

۶۔ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

(تخذیر الناس ص ۵)

تھانوی صاحب اور گنگوہی صاحب نے علم میں گھٹایا تو نانوتوی صاحب نے عمل میں گھٹا دیا لہذا دونوں فضیلتیں ختم ہو گئیں۔

دیوبندی حضرات اس عبارت کے متعلق کہتے ہیں کہ اس عبارت میں بظاہر کالفظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ امتی کا عمل ظاہر میں نبی کے برابر ہو جاتا ہے یا بڑھ جاتا ہے حقیقت میں نہیں۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ قارئین حضرات غور سے عبارت کو دیکھیں انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں اس عبارت میں انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت و امتیاز کو صرف علوم پر منحصر کیا ہے یعنی عمل میں انبیاء کو امت سے کوئی امتیاز نہیں جبھی تو کہا علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اگر عمل میں بھی کوئی امتیاز مانتے تو علوم ہی ہرگز نہ کہتے۔ لہذا معلوم ہوا کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک انبیاء

علیہم السلام کا امتیاز صرف علوم ہی میں منحصر ہے۔ باقی رہا عمل اس میں انبیاء امت سے ممتاز نہیں ہوتے اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑے جاتے ہیں۔

حالانکہ اہل ایمان جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سجدے کا جو درجہ و مرتبہ ہے وہ امتی کی لاکھوں نمازوں کا نہیں ہو سکتا۔ حضور سید عالم کی تو بہت ہی بڑی شان ہے، حضور کے صحابہ کے عمل کی یہ شان ہے کہ وہ حضور سے جو راہ خدا میں دیں اور کوئی دوسرا اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی دے کر ان کے برابر نہیں ہو سکتا۔

توہین و تنقیص مقامِ مصطفیٰ ﷺ و اس کے

امام الوہابیہ والدیابنہ مولوی اسمعیل صاحب دہلوی کی کتاب ہے "تقویۃ الایمان" اس کے متعلق مولوی رشید احمد گنگوہی رقم طراز ہیں:

اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردِ شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱)

دیوبندیوں کے نزدیک جس کتاب کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے اس کتاب کی چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

گاؤں کا زمیندار

۶۔ جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار۔ سوان معنوں میں ہر پیغمبر انبی امت کا سردار ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱)

کیا ٹھکانا ہے پیغمبروں کے مرتبے کا۔ اتنا بلند، اتنا برتر اور اتنا اونچا ہے کہ

قوم کے چودھری اور گاؤں کے زمیندار سے جا ملا (استغفر اللہ)

ذره ناچیز سے کمر

۷۔ اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیا اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ

(تقویۃ الایمان ص ۵۲)

ناچیز سے بھی کمر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی شان بہت بڑی ہے اس کا کون بد بخت منکر ہے لیکن عبارت میں یہ جملہ کہ سب انبیا و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمر ہیں کا صاف اور صریح مطلب یہ ہے کہ ذرہ ناچیز اس قدر کمر نہیں جتنے انبیا و اولیاء کمر ہیں معاذ اللہ

چار سے بھی ذلیل

۸۔ ہر مخلوق بڑا زنی ہو یا چھوٹا (غیر نبی) وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی

(تقویۃ الایمان ص ۱۲)

ذلیل ہے۔

اس عبارت میں بھی جملہ ”چار سے بھی ذلیل ہے“ کس قدر گستاخانہ اور لرزاوینہ

والا جملہ ہے کہ چار اتنا ذلیل نہیں جس قدر اللہ کے نزدیک انبیا و اولیاء ذلیل ہیں (معاذ

اللہ ثم معاذ اللہ) حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهِ وَ

لِلْمُؤْمِنِيْنَ اللہ اور اُس کے رسول اور مومنین کے لئے عزت ہے حضرت

موسیٰ علیہ السلام کی شان میں فرمایا وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا كَمَا كَانَتِ اللّٰهُ

کے نزدیک وجہیہ یعنی باعزت و باوقار ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں

فرمایا وَ جِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ کہ وہ دنیا اور آخرت میں عزت و وقار

والے ہیں۔

مہاجرین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی شان میں فرمایا وَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا

وَهَاجِرُوا وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَكْثَرُ
دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اللہ کے نزدیک ان کا بہت بڑا درجہ ہے اور یہی لوگ فاتر المرام ہیں۔ افسوس کہ دیوبندیوں کے شہید نے ان آیات اور بے شمار احادیث جو انبیاء و اولیاء کی شان میں وارد ہیں سب کا انکار کر کے ان کی شان ذرّہ ناچیز سے بھی کم کر دی اور ان کو چار سے بھی ذلیل بنا دیا۔ معاذ اللہ۔

بڑا بھائی

۹۔ یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کو چاہیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء، انبیاء، امام و امام زکے، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمائے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی ہے، وہ بڑے بھائی ہوتے۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۸)

اس عبارت میں غور فرمائیے مفہوم و مطلب بالکل واضح ہے کہ انبیاء و اولیاء اور امام وغیرہ سب انسان ہی ہیں اور ہمائے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی یعنی فضیلت دی وہ بڑے بھائی ہوتے اور ان کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے اور انبیاء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی یقیناً داخل ہیں۔ لہذا عبارت کی رُسے آپ بھی بڑے بھائی ٹھہرے اور آپ کی تعظیم بھی بڑے بھائی کی سی کرنی ہوگی۔

جب علماء اہلسنت نے اس عبارت پر سخت گرفت کی اور دیوبندیوں کی بدنامی اور گستاخ و بے ادب ہونا عوام میں مشہور ہوا تو انہوں نے اپنے آپ کو بچانے کے

لئے کہا کہ جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر پس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔
(المہند ص ۲۲)

اگر واقعی دیوبندیوں کا عقیدہ ”المہند“ کی عبارت کے مطابق ہے تو اس عقیدے کی رُخ سے ان کے شہید صاحب دائرہ ایمان سے خارج ہیں اور اب اگر دیوبندی ان کو دائرہ ایمان سے خارج نہ مانیں تو خود دائرہ ایمان سے خارج ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ مانے وہ خود کافر ہے۔

بھائی

۱۰۔ اگر کسی نے بوجہ نبی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ

(براہین قاطعہ ص ۳)

دیا؟

اس عبارت میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی جس کی تصدیق مولوی رشید احمد گنگوہی نے کی کہہ رہے ہیں کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کی وجہ سے اپنا بھائی کہے تو بالکل ٹھیک ہے نص کے خلاف نہیں۔
اس کے جواب میں ایک سنی عالم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص یوں کہہ دے کہ مولوی اشرف علی تھانوی۔ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحبان بوجہ اولاد آدم ہونے کے نمرود۔ فرعون۔ ہامان۔ قارون اور عیسائیوں اور یہودیوں کے بھائی ہیں تو بالکل ٹھیک ہے نص کے خلاف نہیں تو دیوبندی حضرات اس پر خوش ہونگے اور اسکو تسلیم کریں گے؟ اور اس کو ان حضرات کے ادب کے خلاف نہیں سمجھیں گے؟ کتفہ افسوس ہے کہ ایسے تو بہین و تحقیر کے الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بے محابا تحریر کئے جائیں اور خوش ہو کر نص کا حوالہ بھی دے دیں اور یہی الفاظ جب ان کے بزرگوں کے حق میں استعمال کئے جائیں تو سوء ادب ہو جائیں۔ معلوم ہوا کہ ان لوگوں کے نزدیک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ان کے مولویوں کے برابر بھی نہیں یہی وجہ ہے کہ جہاں کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا ہوتی ہو تو ان کو اچھی نہیں لگتی فوراً اٹھ کر چل دیں گے اور جہاں ان کے مولویوں کی تعریف ہو رہی ہو وہاں بڑے خوش ہوں گے اور اٹھنے کا نام نہیں لیں گے۔ ہمارا اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی آپ کی آواز پر اپنی آواز بلند کر دے تو اس کے عمر بھر کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلے کپڑوں کو ہاتھ میلا کہہ دے اسی وقت کافر ہو جائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات تمام مومنوں کی مائیں ہیں ان سے نکاح ابداً حرام ہے۔ کیا بڑا بھائی اگر فوت ہو جائے تو اس کی بیوہ سے نکاح حرام ہے؟ کیا بڑے کی آواز پر اپنی آواز بلند کرنے سے ساری عمر کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں؟ کیا بھائی کے کپڑوں کو ہاتھ میلا کہنے سے کافر ہو جاتا ہے؟

از حُسنِ انوارِ بہیمِ توفیقِ ادب بے ادب محروم ماند از فضلِ رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

بے حواس ہو گئے

۱۱۔ سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلعم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی سی بات سنتے ہی مائے دہشت کے بے حواس ہو گئے
(تقویۃ الایمان ص ۵۵)

توبہ توبہ۔ قارئین حضرات غور فرمائیں کہ اس عبارت میں کس قدر گرے ہوئے الفاظ حضور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استعمال کئے ہیں حالانکہ آپ کی عظمت و شان وہ ہے کہ معراج کی رات عین ذاتِ خداوندی کے سامنے بھی بے حواس اور بیہوش نہ ہوئے بلکہ آنکھ بھی نہ جھپکی تو ایک جنگلی کے سامنے کس طرح بے حواسی ہو سکتے ہیں۔

موسیٰ زہوش رفت بیک جلوہ صفات تو میں ذات می نگری درستی
۱۲۔ اسی طرح ایک جگہ لکھا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔“

(تقویۃ الایمان ص ۴۱)

کس قدر گستاخانہ عبارت ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ ان کو کسی چیز کا اختیار نہیں نیز بالذات اور بالعطا اختیار کا بھی ذکر نہیں بلکہ مطلقاً اختیار کا انکار ہے۔ دوسری جگہ لکھا ہے جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھ کر اس کو مانے سو اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلے کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے۔ ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ عالم میں کسی کے لئے اختیار اور تصرف ماننا شرک ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۴۲)

اس کا جواب آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ خود انہیں سے اور انہیں کے گھرانے سے پیش کرتے ہیں۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں ”فقروفاقہ کی یہ حالت اس پر تھی کہ تمام دنیا کے مالک تھے لیکن زہد نے آپ کو دنیا سے باز رکھا باوجود اس کے کہ آپ مقدر رکھتے تھے۔ (نشر الطیب ص ۱۹۳)

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں۔ جمادات ہوں یا حیوانات بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم۔ اگر کوئی صاحب پوچھیں گے اور نہیں ہوں گے تو شاید ہم اس بات کو آشکارا بھی کر دیں۔ القصة آپ اصل میں مالک ہیں۔“

(ادلہ کاملہ ص ۹)

اور بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:

اور اس وجہ سے اس (اللہ) کو مالک حقیقی سمجھنا چاہیے۔ دوسرے زہد بنی سوط اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی مالکیت سمجھتے کیونکہ اول تو رسول اللہ محققین کے نزدیک سید المرسلین

(آب حیات ص ۱۸۶)

اور واسطہ فی العروض تمام عالم کے لئے ہیں۔

اسی صفحہ پر ہے:

کیونکہ حکم و ساطت عروض وجود روحانی ارواح مومنین جب ملوک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئیں تو ثمرات ان کے یعنی حرکات ارادیہ اپنے آپ ملوک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گی۔

چند سطر کے بعد فرماتے ہیں۔

چونکہ اموال ملوک مثل اموال مالک کے ملوک ہوتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اموال مومنین و مومنات میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار معلوم ہوتا ہے۔
اکابر علماء دیوبند کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں

بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

(گلزارِ معرفت)

مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی زیر آیت وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ

حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہی دی تو وہ جو چاہتے تھے تصرف کرتے تھے۔ (ص ۳۱۳) اور حضرت سکندر ذوالقرنین کے

بارے میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی ذوالقرنین کو ان لوگوں پر ہم نے دونوں بات

کی قدرت دی جیسا کہ ہر بادشاہ ہر حاکم کو نیک و بد کی قدرت ملتی ہے چاہے خلق

کو تباہ کرنا ہو چاہے عدل و انصاف اور نیکی اختیار کر کے اپنا ذکر خیر جاری رکھے

یا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ کافر تھے ہم نے ذوالقرنین کو اختیار دیا کہ چاہے ان کو قتل

کرے یا پہلے اسلام کی طرف دعوت دے (ص ۳۹۲) اور حضرت سلیمان علیہ السلام

کے متعلق لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا یعنی کسی کو بخشش دینا نہ دو تم مختار ہو (ص ۵۹۱)

دہا بیوں اور دیوبندیوں کے امام تو فرماتے ہیں کہ ان کو کسی چیز کا اختیار نہیں

اور جو یہ مانے کہ وہ عالم میں تصرف کر سکتے ہیں وہ مشرک ہے اور مقتدی کنبہ کہہ رہے

کہ اللہ کے بعد آپ سائے عالم کے مالک ہیں اور تمام مومنین و مومنات کی رُحوں کے اور رُحوں کی حرکات ارادیہ کے بھی مالک ہیں اور مالک کو اپنے مملوک کی ہر چیز پر ہر طرح کے تصرف کا اختیار ہوتا ہے اور پیرو مرشد دیوبندیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امت کا پورا جہاز ہی آپ کے اختیار میں دے دیا ہے، اب آپ چاہیں ڈبائیں یا تراہیں آپ مختار ہیں اور عثمانی صاحب نے فیصلہ کر دیا کہ دُنیا کے ہر بادشاہ ہر حکم کو نیک و بد کی قدرت اور اختیار ملتا ہے جو چاہے کرے چنانچہ حضرت یوسف حضرت ذوالقرنین حضرت سلیمان علیہم السلام صاحبان قدرت و اختیار و تصرف تھے۔ چنانچہ آج بھی بادشاہوں اور حاکموں کو اپنی اپنی مملکت میں اختیار حاصل ہے جس طرح چاہیں تصرف کریں اور کرتے ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ وہابیوں دیوبندیوں کے گروہ کے فرمان کے مطابق چیلے سب مشرک ہوئے اور جو ان کو مشرک نہ مانیں وہ بھی مشرک ہوئے۔

دروغ گورا حافظہ نباشد۔ اگر یہ مقولہ صحیح ہے تو اس کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیے اسی امام الوہابیہ والدیابنہ نے اپنی دوسری تصنیف صراطِ مستقیم کے صفحہ ۵۸ پر امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق لکھا:

قطبیت و عنوئیت و ابدالیت وغیرہ ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرثیٰ تا انقضائے دنیا ہمہ بواسطہ ایشان ست و در سلطنت سلاطین و امارت امراء ایشان را دخلے ست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔ یعنی قطبیت، عنوئیت اور ابدالیت وغیرہ تمام مناسبت حضرت علی مرثیٰ کے زمانہ مبارک سے لے کر دنیا کے اختتام تک سب انہیں کے وسیلہ و واسطہ سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت اور امیروں کی امارت میں انہیں ایسا دخل ہے جو سیاحین عالم ملکوت پر پوشیدہ نہیں۔

قارئین حضرات ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ ایک جگہ تو یہ ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں اور دوسری جگہ یہ کہ قطب، عنوٹ، ابدال بنا سب

حضرت علی کے ہاتھ میں ہے اور بادشاہوں کو بادشاہی اور امیروں کو امیری ان کے دخل یعنی فیض و کرم سے ملتی ہے اور اسی کتاب کے صفحہ پر لکھا۔

ارباب این مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت می باشند
و این کبار اولی الایدی و الالبصار رامی رسد کہ تمامی کائنات را بسوئے خود نسبت نمایند مثلاً
ایشان رامی رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست۔

یعنی اس بلند منصب کے لوگ عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کا اختیار کامل رکھتے ہیں ماذون مطلق ہیں ان بڑے قدرت و علم والوں کو حق پہنچتا ہے کہ تمام کائنات کو اپنی طرف نسبت کریں مثلاً ان کو حق پہنچتا ہے کہ یہ کہیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔

بولو و ہابو، دیو بند یو! تمہارا امام اپنے ہی قول سے مشرک ہو آیا نہیں؟ کہ ان کا تصرف تام و اختیار کامل مان رہا ہے اور یہ جملہ کہ ان کو حق ہے کہ وہ کہیں کہ فرش سے عرش تک ہماری حکومت ہے بلکہ ان دونوں عبارتوں کا ایک ایک لفظ جان ہابیت و دیو بندیت پر سخت آفت و مصیبت ہے جنکی حکومت ہوتی ہے۔ ان کو اختیار حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟

۱۳۔ یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سوا اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ بلائے گو کہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا کہ سارا کار و بار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہوگی یا فلانے درخت میں کتے پتے ہیں یا آسمان میں کتے تائے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۶)

اس عبارت کی تین خط کشیدہ باتوں پر مختصر تبصرہ ہدیہ قارئین ہے۔
 اول! جو اللہ کی شان ہے اس میں کسی کو نہ ملائے خواہ وہ کتنا ہی بڑا اور کیسا ہی
 مقرب ہو اگر ملائے گا تو مشرک ہوگا اس سلسلے میں چند آیات قرآنی ملاحظہ ہوں۔

۱ اَعْنَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ غَنِيٌّ كَرِيمًا ان کو اللہ اور اس کے رسول
 نے اپنے فضل سے۔

۲ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولَهُ ا اور کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے
 جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا تھا اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب دے گا ہمیں
 اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔

۳ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ا اور وہ (اللہ) مومنوں پر بڑا مہربان ہے
 بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ا اور وہ (رسول) مومنوں پر بڑا مشفق اور
 مہربان ہے۔

۴ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا ا سوائے اس کے نہیں کہ تمہارا مددگار اللہ
 اور اس کا رسول اور ایمان والے ہیں۔

۵ وَ لِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَ لِلْمُؤْمِنِينَ ا اور عزت اللہ کے لئے اور اس کے
 رسول کیلئے اور مومنوں کے لئے ہے۔

۶ أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ا اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی
 اور وہ حرام نہیں مانتے ہیں جو اللہ اور

۷ وَلَا يُحْرِمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ا اس کے رسول نے حرام کیا۔

۸ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ا عنقریب دیکھے گا اللہ اور اس کا رسول تمہارے
 عملوں کو۔

۹ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

جبکہ فیصلہ کرے اللہ اور اس کا رسول

۱۰ لَا تَقْدَمُوا بَيْنَ يَدَيْهِ

اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔

۲۲

۲۶

وَرَسُولِهِ

تک عشرہ کاملہ

اس مضمون کی بہت سی آیات ہیں۔ سر دست دس آیات قرآنی پیش خدمت ہیں۔ اب پوچھو امام ابوہابہ والدیابنہ سے کہ غنی کرنا۔ (۲) اپنے فضل سے دینا۔ (۳) منوں پر رحیم ہونا (۴) مددگار ہونا (۵) عزیز ہونا (۶) مطاع ہونا (۷) شارع ہونا (۸) لوگوں کے اعمال دیکھنا۔ (۹) فیصلہ کرنا (۱۰) اللہ پر تقدیم نہ کرنا۔ یہ اللہ کی شانیں ہیں یا نہیں؟ اور اللہ نے ان میں خود اپنے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملایا ہے یا نہیں؟ تو اس کے مطابق تو قرآن پاک بھی شرک سے پاک نہ ہوا اور نہ قرآن پاک پر ایمان رکھنے والے شرک سے بچے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

دوم! رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ العیاذ باللہ۔ کس قدر گستاخانہ انداز ہے۔ جس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے یہ بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٍ یہ نہ کہو جو چاہے اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اول تو یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ منقطع ہے دیکھو مشکوٰۃ شریف۔ دوم حضور نے منع فرمایا شرک نہیں کہا اس نے شرکیات میں داخل کر دیا۔ سوم! اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ ہوتا ہی نہیں۔ اس حدیث کا اصل مطلب پیش کرنے سے پہلے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی پیش کرتے ہیں فرمایا لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فُلَانٍ وَلٰكِنْ

قولوا ما شاء الله ثم شاء فلان (مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۸) نہ کہو جو چاہا اللہ نے اور چاہا فلاں نے لیکن یہ کہو جو چاہا اللہ نے پھر چاہا فلاں نے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کمال ادب کی تعلیم دے رہے ہیں کہ ما شاء اللہ و شاء فلان و او جمع کے ساتھ نہ کہو بلکہ تم شاء فلان کہو تاکہ معلوم ہو کہ مشیت الہی مقدم ہے اور مشیت بعد تابع ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ کس قدر ظلم اور جہالت ہے۔ اب دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ ہوتا ہے یا نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا عائشہ لو شئت لسارت معی جبال الذهب اے عائشہ اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کریں۔ (مشکوٰۃ ص ۵۲) فرمایا انی رايت الجنة فتناولت منها عنقودا ولو اخذته لا كلم منه ما بقيت الدنيا۔ بیشک میں نے جنت کو دیکھا اور اس کا ایک خوشہ (گچھا) پکڑا اگر میں وہ خوشہ لے لیتا تو تم اس میں سے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۹) یعنی اگر چاہتا تو توڑ لیتا اس کا اختیار تھا مگر نہیں توڑا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ما ادى ربك الا يسارع في هواك يا رسول الله! میں تو یہی دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہے (بخاری) یعنی آپ جو چاہتے ہیں اللہ بہت جلدی آپ کی چاہت کے مطابق کر دیتا ہے۔ بلاشبہ حق ہے دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ جب بیت المقدس تھا اس وقت آپ نے چاہا کہ ہمارا قبلہ کعبہ ابراہیمی ہو جائے چنانچہ چشم امید بار بار وحی الہی کے انتظار میں آسمان کی طرف اٹھتی تھی تو ارشاد باری ہوا قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۗ ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارے چہرے کا آسمان کی طرف اٹھنا تو ہم ضرور پھیر دیں گے تمہیں اس قبلہ کی طرف جسے آپ چاہتے ہیں پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت

آپ کی پسند اور چاہت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے کر دیا۔ فرمایا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ تُو ابھی پھیر لو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف۔ سبحان اللہ کیا شانِ محبوبیت ہے۔ اور کون نہیں جانتا کہ آپ نے درختوں کو بلایا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوا۔ ڈوبا ہوا سورج واپس آیا۔

تیری مرضی پا گیا سورج پھر اٹھے قدم تیری انگلی اٹھ گئی ماہ کا کلیجہ چر گیا

ہزاروں معجزات ظہور میں آئے اور جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہی ہو گیا۔ حکم بن عاص آپ کی مجلس میں آتا۔ آپ کلام فرماتے تو وہ منہ مار مار کر آپ کا سانگ لگایا کرتا۔ ایک دن آپ نے اس کو فرما دیا۔ كُنْ كَذَّالِكِ ایسا ہی ہو جا بس آپ کی زبان سے کلمہ کن نکلتا تھا کہ وہ ویسا ہی ہو گیا اور مرتے دم تک منہ مارتا رہا۔ ایک شخص وحی لکھتا تھا وہ مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے مل گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرما دیا ان الارض لا تقبلہ بے شک زمین اس کو قبول نہیں کرے گی۔ جب وہ مر گیا تو اس کو دفن کیا گیا مگر زمین نے باہر پھینک دیا۔ کئی مرتبہ اس کو دفن کیا مگر جب بھی دفن کر کے واپس ہوتے تو قبر باہر پھینک دیتی۔ زمین نے قبول نہ کیا۔ حضرت ابو طلحہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص قبر کے باہر ہی پڑا گل سڑ گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ فرمایا لا و لو قلت نعم لوجبت نہیں اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال ہی فرض ہو جاتا۔ بیشمار دلائل ہیں مگر لا یستوی الاعلیٰ والبصیر۔

سوم۔ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ معاذ اللہ۔ ذرا اس جملہ کو دیکھئے۔ رسول کو کیا خبر۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا سینہ بغض و عداوتِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرا ہوا ہے۔ عقیدت و محبت اور ادب و احترام سے یکسر خالی۔ بے ادب بے نصیب۔ اس سلسلے میں اسی بے ادب کے گھرانے کی چند عبارات پر

تفکر کرتا ہوں۔ کیونکہ اس پر پہلے بھی بحث ہو چکی ہے۔ تھانوی صاحب کی عبارات گزر چکی ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و محنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے اور تھانوی صاحب کے امام دہلوی صاحب کہتے ہیں۔ رسول کو کیا خبر۔ یعنی تھانوی صاحب تو ایرہ غیرہ اور ہر نابالغ بچے اور ہر پاگل اور تمام چوپایوں اور حیوانوں کے لئے بھی بعض علوم غیبیہ مان رہے ہیں اور یہ کہتا ہے کہ رسول کو کیا خبر۔ اب ان کے ماننے والے ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟

اکابر علماء دیوبند کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:
لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے
(شائم امدادیہ ص ۱۱۵ امداد المشاق ص ۷۶)

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:
علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وہ سب علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں (تخذیر الناس ص ۱۱)
مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی فرماتے ہیں:

یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے جاننے میں ذرا بخل نہیں کرتا۔ (حاشیہ قرآن کریم زیر آیت وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ) لیکن فیصلہ کیجئے۔ گروہی تو یہ فرما رہے ہیں رسول کو کیا خبر۔ اور گروہی کے ماننے والے کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علوم اولین و آخرین کے جامع اور ہر قسم کے

غیوب کی خبر دینے والے ہیں ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے غیوب جمع غیب کی ہے اور اس پر الفاظ ہر قسم کے اور آگے ماضی و مستقبل سے متعلق ہوں تو حاصل یہ ہوا کہ ماکان و مایکون کے ہر قسم کے غیبوں کی خبر دیتے ہیں تو اگر رسول کو کوئی خبر ہی نہیں تو پھر وہ ہر قسم کے غیوب کی خبر کیسے دے سکتے ہیں جسکو خود خبر نہ ہو وہ دوسرے کو کیا خبر دے گا۔ مولوی محمد اسماعیل کو ماننے والو اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان کو عین اسلام اور ایمان جاننے والو۔ اب بتاؤ

اگر تقویۃ الایمان عین اسلام اور ایمان ہے تو پھر اس کے خلاف علماء دیوبند اور ان کے پیرو مرشد کی عبارات ضرور کفر ہوں گی اور اگر ان کی عبارات اسلام اور ایمان کے مطابق ہیں تو پھر تقویۃ الایمان کی عبارات کفر ہوں گی۔ فیصلہ تم پر ہے۔

۱۲۔ یعنی اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۹)

اس عبارت میں خط کشیدہ الفاظ کو دیکھئے۔ چونکہ اہل سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مقبولان الہی کو پکارتے ہیں یعنی یا رسول اللہ۔ یا علی۔ یا غوث وغیرہ کہتے ہیں تو اس عبارت میں ان کو تو عاجز اور ناکارے اور اللہ تعالیٰ کو بڑا شخص کہا ہے۔ معاذ اللہ۔ اور پکارنا بے انصافی قرار دیا ہے۔

انبیاء و اولیا کو عاجز اور ناکارہ کہنا کتنی بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے اور اللہ تعالیٰ کو بڑا شخص کہنا سب لوگ جانتے ہیں کہ لفظ شخص کا استعمال عام طور پر انسان اور آدمی کے لئے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی بھی شخص نہیں کہتا تو اس بے ادب نے اللہ تعالیٰ کو بھی بڑا آدمی بنا دیا۔ بلاشبہ انبیاء و اولیا کی بے ادبی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے جو ان کی عظمت و شان کو نہیں جانتا وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظمت و شان کو کیا جان سکے گا۔

اس سلسلے میں بھی گرو جی کے ماننے والوں کا پکارنا پیش کیا جاتا ہے تاکہ گرو جی کے فرمان کے مطابق ان کے ماننے والے بے انصاف یعنی ظالم قرار پائیں۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کا پکارنا:

کروڑوں جڑوں کے آگے یہ نام کا اسلام کرے گا یا نبی اللہ مجھ پہ کس پکار
مدد کرے کرم احمدی کہ تیرے ہوا نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
(قصائد قاسمی ص ۲)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی پکار:

يا شفيع العباد خذ بيدي انت في الاضطرار معتمدي
اے بندوں کی شفاعت کرنے والے میری دستگیری فرمائیے۔ آپ مشکلات
میں میری آخری امید گاہ ہیں۔

ليس لي ملجاء سواك اغث مستي الضر سیدی وسندی
آپ کے سوا میرا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں۔ اے میرے آقا میری فریاد سنئے۔ میں
سخت تکلیف میں مبتلا ہوں۔ (نشر الطیب)

حاجی امداد اللہ صاحب کی فریاد:

يا محمد مصطفیٰ فریاد ہے اے حبیب کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(نالہ امداد غریب ص ۲۲)

۱۵۔ یہی پکارنا اور نعتیں^۲ ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل^۳ اور سفارشی^۴

سمجھنا ہی ان (مشرکین عرب) کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ
اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان
صفحہ ۷) استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔

قارئین حضرات! اس عبارت کو دیکھئے اس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین عرب کا کفر و شرک پانچ باتیں تھیں وہ اپنے بتوں کو پکارتے تھے انکی منتیں مانتے تھے۔ ان کی نذر نیاز کرتے تھے ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھتے تھے۔ سو جو کوئی یہ معاملہ انبیاء و اولیاء سے کرے گو کہ ان کو اللہ کے برابر نہ جانے معبود نہ مانے بلکہ اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے وہ اور ابو جہل شرک میں برابر ہے گو یا وہ دوسرا ابو جہل ہے۔ ظالم نے انتہا کر دی ظلم و ستم کی۔ عرب کے مشرکین اپنے بتوں کو معبود مانتے تھے اور معبودان کریم سب کچھ ان کے لئے کرتے تھے اور کسی کو معبود سمجھ کر اس کو پکارنا اس کی نذر نیاز وغیرہ کرنا بلاشبہ شرک ہے مگر حاشا و کلا کوئی مسلمان انبیاء و اولیاء کو معبود نہیں مانتا اور معبود سمجھ کر ان کو نہیں پکارتا اور ان کی نذر نیاز نہیں کرتا پھر اس بنیادی فرق کو جس پر ایمان و کفر کا مدار ہے۔ نظر انداز کر کے مسلمانوں کو مشرکین کے ساتھ ملا دینا اور انبیاء و اولیاء کو بتوں کے ساتھ ملا دینا کتنا بڑا ظلم ہے اور فرمان باری تعالیٰ ہے وَالظَّالِمِينَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا اور ظالموں کے واسطے دردناک عذاب تیار ہے۔

علاوہ ازیں کجا پتھروں کی مورتیاں اور کجا انبیاء و اولیاء۔ پتھر کی مورتیوں کو اللہ تعالیٰ نے کوئی قدرت کوئی طاقت کوئی اختیار نہیں دیا۔ ان کو ہمارا وکیل اور سفارشی نہیں بنایا مگر انبیاء و اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بڑی قدر تیں۔ بڑی طاقتیں اور اختیارات عطا فرمائے ہیں اور ان کو ہمارا وسیلہ وکیل اور سفارشی بنایا ہے۔

اب ان پانچوں کے متعلق بھی گرجی کے ماننے والوں کے ہی حوالے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ ان کے ماننے والے خود انہی کے قول کے مطابق ابو جہل جیسے مشرک ہیں۔ پہلی بات پکارنا۔ اس سلسلے میں نانوتوی صاحب۔ تھانوی صاحب حضرت حاجی صاحب کا پکارنا گزر چکا ہے گرجی کے قول کے مطابق یہ تینوں حضرات ابو جہل کے برابر مشرک قرار پانچے ہیں۔ لیکن ایک ضرب اور باقی ہے جو بہت زیادہ

سخت ہے وہ بھی لگا ہی دوں۔ جناب گرجی کے جد امجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی بھی گرجی کے فتوے سے نہیں بچے ملاحظہ ہو۔

وصلے عليك الله ويا خير خلقه
ويا خير مامول ويا خير واهب

اے بہترین کائنات آپ پر اللہ کا درود ہو۔ اے بہترین امیدگاہ اور بہترین
عطا فرمانے والے؛

ويا خير من يرجى لكشف رزيتہ

ومن جوده فناق جود السحاب

اور اے وہ بہترین جن سے سختی و مصیبت کے دفع ہونے کی امید کی جاتی ہے
اور اے وہ کہ جن کی سخاوت برسنے والے بادلوں سے بہت زیادہ ہے۔

وانت مجير من هجوم ملة

اذا انشبت في القلوب شر المخاب

اور آپ سختی کے حملوں سے پناہ دینے والے ہیں جبکہ بدترین مصیبتیں آپ پر ہیں

(اطیب النغم ص ۲۲)

نتیں^۱ ماننا اور نذر و نیاز کرنی۔^۳

یہی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد
حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ مخدوم شیخ اللہ دیدہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار
شریف کی زیارت کے لئے قصبہ ڈاسنہ میں تشریف لے گئے۔ رات کو ایک ایسا وقت
آیا کہ اس حالت میں فرمایا کہ مخدوم صاحب ہماری ضیافت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں
کہ کچھ کھا کے جانا۔ چنانچہ آپ اور آپ کے ساتھی مزار شریف پر رُک گئے اور باقی
سب لوگ چلے گئے یہ دیکھ کر آپ کے ساتھی رنجیدہ خاطر ہوئے۔ اس وقت ایک

عورت سر پر طبق رکھے ہوتے جس میں چاول اور مٹھائی تھی، آئی

وگفت نذر کردہ بودم کہ اگر اور کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا شوہر اپس
زوج من بیاید ہماں ساعتے این آجائے تو میں اسی وقت یہ کھانا مخدوم اللہ دیہ
طعام پختہ بہ نشیندگان درگاہ کی درگاہ پر بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی۔ میرا
مخدوم اللہ دیہ رسام۔ دریں وقت شوہر اس وقت آیا ہے تو میں نے یہ منت
آمد نذرا ایفا کردم و آرزو کردم کہ پوری کی ہے۔ میری منت تھی کہ کوئی وہاں
کسے آں جا باشد تناول کند موجود ہو جو اس کھانے کو کھالے (چنانچہ
(النفاس العارفين ص ۴۵) ان سب نے کھایا)

اور یہی شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے دو دھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان
بقصد ایصال ثواب ب روح ایشان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکانے
پزند و بخوراند مضائقہ نیست جائز است اور کھانے میں ہرج نہیں ہے جائز ہے اور اگر
و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیاً کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دی جائے تو
راہم خوردن جائز است۔ مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔
(زبدۃ النصائح ص ۱۳۲)

اور جناب گرو جی کے چچا بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ
اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت امیر و ذریت طاہرہ حضرت علی اور ان کی اولاد پاک کو تمام امت
اور تمام امت بر مثال پیراں و امت پیروں مرشدوں کی طرح مانتے ہیں اور
مرشداں می پرستند و امور تکوینیہ را تکوینی امور کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے
بایشان وابستہ میدانند و فاتحہ درود ہیں اور فاتحہ، درود، صدقت اور نذر و نیاز

و صدقت و نذر بنام ایساں اُتج ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں چنانچہ تمام
و معمول گردیدہ چنانچہ باجمع اولیاء اولیاء اللہ کا یہی حال ہے۔
اللہ ہمیں معاملہ است۔ (تحفہ اشاعتیہ ص ۳۹۶)

یہی حضرت شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:
طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت وہ کھانا جو حضرت امام حسن و حسین کی نیاز کے
امین نمایند برآں فاتحہ و قل درود لئے پکایا جائے اور اس پر فاتحہ، قل شریف اور
خواندن تبرک می شود خوردن اولیاء درود شریف پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے او
خوبست (فتاویٰ عزیز ص ۷۵) اس کا کھانا بہت ہی اچھا ہے۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں:
کہ بعض یاران طریقت حضرت ایساں نے ایک مکان خریدا اور بطور خود اس
کی تعمیر کی اور حضرت ایساں (یعنی حاجی امداد اللہ صاحب) کے نزدیک (امداد المشاق ص ۳۳)
مولوی صادق الیقین فرماتے ہیں جب ثنوی شریف ختم ہو گئی (حاجی امداد اللہ
صاحب نے حکم شربت بنانے کا دیا اور فرمایا اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی
گیارہ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا
کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں
ہے بلکہ ناجائز شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا
یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے؟ (امداد المشاق ص ۹۲)
یہی حاجی امداد اللہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے، اس زمانے کے لوگ انکار
کرتے ہیں۔ (امداد المشاق ص ۹۲)

مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:
بزرگوں کو جو نذر دیتے ہیں وہ ہدیہ ہے اور درست ہے اور جو اموات اولیاء

کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے درست ہے۔
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵)

دروغ گور حافظہ نباشد کی دوسری مثال خود گرجی اپنے ہی قول سے مثل ابو جہل ہو گئے۔ ملاحظہ فرمائیے گرجی کے ارشادات:

اول طالب را باید کہ با وضو
دو زانو بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر
این طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین
سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار
کاکلی وغیرہا خواندہ التجا بجناب حضرت
ایزد پاک توسط این بزرگان نماید و نیاز
تمام وزاری بسیار دعائے کشود کار خود
کرده ذکر و ضربی شروع نماید۔
(صراط مستقیم ص ۱۱۱)

پہلے طالب کو چاہیے کہ با وضو دو زانو نماز
کے طریقے پر بیٹھے اور اس طریقہ (حقیقیہ) کے
اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکلی وغیرہما
کے نام کی فاتحہ پڑھ کر درگاہ الہی میں ان
بزرگوں کے وسیلہ و واسطہ سے التجا کرے
اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع و
زاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کر کے
دو ضربی ذکر شروع کرے۔

پس در خوبی اینقدر امر از امور
مرسومہ فاتحہ ہوا و اعراض و نذر و نیاز اموات
شک و شبہ نیست۔ (صراط مستقیم ص ۱۱۱)

پس امور مروجہ میں سے اس قدر امر یعنی اموات
کے لئے فواتح اور عرسوں اور نذر و نیاز کرنے
کی خوبی میں شک و شبہ نہیں ہے۔

تقویۃ الایمان میں تو لکھا کہ نیتیں مانسی اور نذر و نیاز کرنی یہی ان مشرکین عرب کا
کفر و شرک تھا اور یہاں اپنے چھوٹوں بڑوں کے ساتھ خود بھی یہ لکھا کہ اکابر بزرگوں کے
نام کی فاتحہ پڑھے۔ اور ان بزرگوں کے وسیلہ و وساطت سے درگاہ الہی میں التجا کرے
اور نذر و نیاز اموات کی خوبی میں شک و شبہ بھی نہ کرے۔

وکیل اور سفارشی سمجھنا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مقربان الہی بلاشبہ
مومنوں کے وکیل اور سفارشی ہیں اس پر بہت سی آیات اور احادیث موجود ہیں اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو شفاعتِ کبریٰ کے مالک ہیں اور الحمد للہ مومن ان کو اپنا وکیل اور شفیع سمجھتے ہیں لیکن یہ بھی حق ہے کہ وہ کافروں، مشرکوں اور ظالموں کے وکیل اور سفارشی نہیں ہیں اور نہ ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا آنتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ (۱۹)

اور آپ ان (مشرکوں) پر وکیل نہیں ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا (۱۵)

اور ہم نے آپ کو ان (منہ ماننے والوں) پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا۔

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ ؕ أَفَأَنْتَ تَكُونُ

عَلَيْهِ وَكِيلًا (۱۹)

کیا آپ نے اس کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا خدا بنا لیا تو کیا آپ ہوں گے اس پر وکیل۔

ان تین آیات سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں، منکروں اور خواہش پرستوں کے وکیل نہیں آپ مومنوں اور غلاموں کے وکیل ہیں۔ اور انشاء اللہ ہوں گے۔

مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ (۲۲)

اور ظالموں کا نہ کوئی دوست اور نہ کوئی سفارشی۔

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّفِيعِينَ (۲۹)

تو ان کافروں کو سفارشوں کی سفارش نفع نہ دے گی۔

پہلی آیت سے ثابت ہوا کہ ظالموں، کافروں کا کوئی دوست اور سفارشی نہیں

ہاں مومنوں کے دوست مددگار اور سفارشی ہوتے ہیں اور ہوں گے۔

دوسری آیت سے ثابت ہوا کہ سفارش کرنے والے انبیاء و اولیاء شہداء اور حجج

اور ملائکہ وغیرہ جو باذن اللہ شافع ہیں اُن کی سفارشیں کافروں کو نفع نہ دیں گی۔ ہاں مومنوں کو نفع دیں گی۔ اسی لئے مومن اُن کے سفارشی ہونے پر ایمان و یقین رکھتے ہیں اور میں نے تو تقویۃ الایمان کے ماننے والوں پر یہ ثابت کرنا ہے کہ اس کے اقوال کی رُسے نہ تم بچتے ہو نہ تمہارے علماء اور نہ خود تقویۃ الایمان والا۔ بلکہ سب کے سب مثل ابوہبل مشرک قرار پاتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

سب سے پہلے خود تقویۃ الایمان والے کی سنیے۔ رقم طراز ہیں:

و نیز سالک اس سلوک را باید کہ
در ادائے حقوق انبیا و اولیا بلکہ سایر مومنین
و تعظیم ایشان کوشش بلغ کند کہ ہمہ
ایشان ساعی و شافع وے شوند سعی و
شفاعت انبیا و اولیا پر ظاہر است
(صراط مستقیم ص ۱۳۸)

نیز اس سلوک کے سالک کو چاہیے کہ انبیا اور اولیا بلکہ تمام مومنین کے حقوق اور تعظیم کے ادا کرنے میں انتہائی کوشش کرے کہ وہ سب اس کے واسطے کوشش اور شفاعت کرنے والے ہیں اور انبیا و اولیا کی کوشش اور شفاعت تو نہایت ظاہر ہے۔

دوسرے مقام پر اہل اللہ صاحبان مقام و حال کے تین طبقے کر کے پہلے طبقے کے متعلق لکھا کہ وہ راضی برضا ہیں۔ دوسرے طبقے کے متعلق لکھتے ہیں:

وقومے دیگر در عرض حاجات و
استحلال مشکلات و طلب مرغوبات استردا
مکروہات سعی در شفاعات بنا بر استحکام علا
عبودیت و اطہار حاجت کہ شعار بندگی است
و بنا بر رحمت بر اہل اضطراب ذوالحاجات
چالاک و سرگرم میباشند۔

اور دوسرا طبقہ عرض حاجات و حل مشکلات و طلب مرغوبات و دفع مکروہات اور شفاعات میں سعی و کوشش کرنے میں بنا بر استحکام علاقہ عبودیت و اطہار حاجت کے جو بندہ ہونے کا شعار ہے اور اہل اضطراب اور حاجت مندوں پر رحمت و شفقت کرنے کے لئے چست و چالاک اور سرگرم ہوتا ہے۔

(صراط مستقیم ص ۱۶۲)

چند سطور کے آگے لکھتے ہیں:
 وچینیں قوم ثانی را بنظر ظہور مقتضیات علا^{قہ}
 عبودیت و حصول مقام رسالت فیما
 بین الرب و خلقہ در وصول فیوض غیبیہ
 بجمہور ناس بسبب سعی ایشان در شفاعت
 بر قوم اول فضیلتی کہ بہت بزیجیکے از
 عقلا پوشیدہ نیست۔
 (صراط مستقیم ص ۱۶۳) نہیں۔

قارئین حضرات! ان تینوں عبارتوں خصوصاً خط کشیدہ الفاظ میں غور فرمائیے۔
 تقویۃ الایمان والا خود ہی کہہ رہا ہے کہ انبیاء و اولیاء بلکہ تمام مومنین سفارش کرنے والے
 ہیں اور انبیاء و اولیاء کی شفاعت تو نہایت ظاہر ہے نیز یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس
 کی مخلوق کے درمیان وسیلہ ہیں انہی کی کوشش اور سفارش سے عام لوگوں کو فیوض
 غیبیہ پہنچتے ہیں اور یہ لوگ بر بنائے رحمت و شفقت اہل حاجات کی حاجت روائی۔
 حل مشکلات۔ دفع مکر و ہات کرنے میں کوشش اور سفارش کرتے رہتے ہیں۔ اب
 بتائیے کہ یہ خود ہی اپنے قول سے مثل ابو جہل مشرک ہو آیا نہیں؟ اور گذشتہ صفحات
 میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا یہ شعر آپ پڑھ چکے ہیں یا شفیع العباد
 خذ بیدی یعنی اے بندوں کی شفاعت کرنے والے میری دستگیری فرمائیے۔
 تھانوی صاحب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع مان رہے ہیں اور یہی تھانوی صاحب
 فرماتے ہیں اور آپ کے لئے شفاعت کبریٰ اور مقام محمود مخصوص کیا گیا (نشر الطیب)^{۱۲}
 اور دوسری جگہ فرماتے ہیں حضرت جابر سے ایک حدیث میں جس میں خصائص کا ذکر
 ہے یہ جملہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہو امر وی ہے کہ مجھ کو شفاعت کبریٰ

عطا کی گئی ہے جو تمام عالم کے واسطے فضل حساب کے لئے ہوگی اور وہ آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے (نشر الطیب ص ۲۱۱) تیسری جگہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور سب (شفاعت کرنے والوں) سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے اول میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ (نشر الطیب ص ۲۱۱) یعنی اور بھی شفاعت کرنے والے ہوں گے مگر میں اول شفیع ہوں گا۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندیوں کے مربی خلاق فرماتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لحد شریف میں قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کئے لیٹے تصور کرے اور کہے السلام علیک یا رسول اللہ الخ اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دُعا کرے اور شفاعت چاہے کہے یا رسول اللہ اسئالک الشفاعة والتوسل بک الی اللہ یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کو اللہ کی طرف وسیلہ بنانا ہوں پھر حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجے اور اس میں یہ کہے جئنا کما نتوسل بکما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشفع لنا ویدعولنا ربنا کہ ہم آپ دونوں کے پاس حاضر ہوئے اور آپ دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وسیلہ بناتے ہیں تاکہ حضور ہماری شفاعت فرمائیں اور ہمارے لئے ہمارے رب سے دُعا کریں (زبدۃ المناسک ص ۱۴۶) دیوبندیوں کے قاسم العلوم و الخیرات مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی فرماتے ہیں :-

کفیل جرم اگر آپ کی شفاعت ہو تو قاسمی بھی طریقہ ہوصوفیوں میں شمار
گناہ کیا ہے اگر کچھ گناہ کئے ہیں نے تجھے شفیع کہے کون گرنہ ہوں بدکار
یہ سن کے آپ شفیع گناہ گاراں ہیں کتے ہیں میں نے اکٹھے گناہ کے انبا
(قصاد قاسمی ص ۶)

تبلیغی جماعت کے ہیڈ مولوی محمد ذکریا صاحب فرماتے ہیں:

زائرین کو چاہیے کہ بہت کثرت سے دعائیں مانگیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑیں اور حضور سے شفاعت چاہیں کہ حضور کی ذات اقدس ایسی ہی ہے کہ جب ان کے ذریعہ سے شفاعت چاہی جائے تو حق تعالیٰ قبول فرمائیں۔ (فضائل حج ص ۱۵۶)

لیجئے تقویۃ الایمان والے کے ساتھ ان حضرات کو بھی شامل کر لیجئے اور سب کو مس ابوہل مشرک سمجھئے۔

وہابیوں میں شرم کا کچھ بھی اثر نہیں ہے اعتراض غیروں پر اپنی خبر نہیں

۱۶۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا

نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ (قرآن ۲۱)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر

کہ اس کو یہی حکم بھیجا کہ بے شک بات یوں ہے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے سو بندگی کرو میری۔

ف۔ یعنی جتنے پیغمبر آتے ہیں سو وہ اللہ کی طرف سے ہی حکم لاتے ہیں کہ اللہ

کو مانے اور اس کے سوائے کسی کو نہ مانے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۲)

قارئین حضرات۔ آپ نے آیت قرآنی اور اس کا ترجمہ اور ترجمہ سے حاصل شدہ

فائدہ جو تقویۃ الایمان کے مصنف نے لکھا ہے ملاحظہ فرمایا۔ ترجمہ کی عبارت میں خط

کشیدہ الفاظ کو دیکھئے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے۔ یہ ترجمہ کیا ہے

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا کا جو بالکل غلط ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ کوئی عبادت کے لائق

نہیں سوائے میرے۔ اس کے بعد فائدہ کی عبارت میں خط کشیدہ الفاظ دیکھئے کہ اللہ

کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔ جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ نہ رسولوں

کو مانے نہ ان کے معجزات کو۔ نہ اولیا کو مانے نہ ان کی کرامات کو نہ اللہ کی کتابوں کو نہ

فرشتوں کو نہ قیامت کو نہ جنت و دوزخ کو نہ تقدیر وغیرہ کو کیونکہ یہ سب اللہ کے سوا ہیں

اور سائے رسول اللہ کی طرف سے یہی حکم لاتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے لہذا اگر مانے گا تو حکم الہی کے بھی خلاف ہوگا اور سائے رسولوں کے بھی خلاف ہوگا اور جو اللہ اور اس کے رسولوں کی مخالفت کرے وہ مومن نہیں۔

لطیفہ۔ جب سائے رسول اللہ کی طرف سے یہی حکم لاتے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوائے کسی کو نہ مانے تو یہ تقویۃ الایمان والا بھی تو اللہ کے سوا ہے لہذا جو اس کو مانے گا اور اس کی باتوں کو حق سمجھے گا وہ بھی حکم الہی اور سائے رسولوں کا مخالف ہوگا۔

پوری کتاب تقویۃ الایمان کفر و شرک سے بھری ہوتی ہے۔ اس کے مکمل اور مدلل رد میں لاجواب کتاب ”اطیب البیان رد تقویۃ الایمان“ مصنفہ صد الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۷۔ تقویۃ الایمان کے مصنف کی ایک اوسنیے۔ اس نے اپنی کتاب ”صراط مستقیم“ میں فصل قائم کی۔ ”فصل سوم در ذکر مخلات عبادت“ یعنی تیسری فصل عبادت میں خلل انداز چیزوں کے بیان میں اس فصل کے تحت خلل انداز چیزوں کا اجمالی و تفصیلی بیان کیا ہے اس میں لکھا ہے:

بمقتضائے ظلمات بعضاً فوق بعض از دوسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالتاً باشند پندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صوت گاؤ و خر خود است کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ و خر کہ نہ آں قد چسپیدگی می بود نہ تعظیم بلکہ مہان و محقر می بود و این تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ مقصود می شود بشرک می کشد۔

(صراط مستقیم ص ۵۶)

یعنی بعض ظلمتیں بعض ظلمتوں پر فوقیت رکھتی ہیں کہ اقتضائے مطابق زنا کے دوسوسے سے

اپنی بی بی سے صحبت کرنے کا خیال بہتر ہے اور پیر یا اس کے مثل بزرگوں کی طرف توجہ کرنا اگرچہ جنابِ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں بہت ہی زیادہ بدتر ہے اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے اس لئے کہ ان کا خیال تعظیم و بزرگی کے ساتھ آتا ہے اور انسان کے دل سے چمٹ جاتا ہے۔ بخلاف بیل اور گدھے کے خیال کے کہ نہ اس قدر دلچسپی ہوتی ہے نہ تعظیم بلکہ حقیر و ذلیل ہوتا ہے اور یہ تعظیم و اجلال غیر کہ نماز میں ملحوظ و مقصود ہوتی ہے شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔ اس ناپاک عبارت میں غور کیجئے! کہ زنا کے دوسرے سے بیوی کے ساتھ صحبت کرنے کا خیال تو بہتر ہے لیکن بزرگانِ دین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ اور خیال کرنا بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بد سہا بدتر ہے۔ اس میں بزرگانِ دین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی سخت توہین ہے۔ العیاذ باللہ۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کو بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بد سہا بدتر اس لئے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال چونکہ تعظیم کے ساتھ آتا ہے اور نماز میں غیر کی تعظیم شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔ چنانچہ عبارت کے یہ الفاظ پیش نظر رہیں کہ خیال آں بالتعظیم و اجلال دیکھئے ان الفاظ میں خیال آں ہے کہ ان کا خیال تعظیم و اجلال کے ساتھ آتا ہے اور بیل گدھے کے خیال میں تعظیم نہیں ہوتی بلکہ تحقیر ہوتی ہے اس لئے وہ اتنا برا نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ مولوی اسمعیل دہلوی اور ان کے ہنر والوں کی نماز کیسے ہوگی۔ اس لئے کہ نماز میں قرآن شریف پڑھنا فرض ہے اور اگر قرآن شریف کی ایسی آیات یا صورت پڑھیں گے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف یا اسم مبارک کا ذکر ہوگا تو خیال ضرور آئے گا خاص کر التحیات میں تو آپ پر سلام بھیجا جاتا ہے اور آپ کی رسالت کی شہادت دی جاتی ہے اور پھر آپ پر اور آپ کی آل پر درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اس وقت تو آپ کا خیال ضرور آتا ہے

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کو سلام کہا جائے۔ آپ کی رسالت کی گواہی دی جائے آپ پر درود شریف پڑھا جائے اور آپ کا خیال دل میں نہ آئے؟ اب خیال کی دو ہی صورتیں ہیں تعظیم کے ساتھ آئے گا یا تحقیر کے ساتھ؟ اگر تعظیم کے ساتھ آیا تو شرک کی طرف کھنچ گیا پھر نماز کہاں ہوئی اور اگر حقارت کے ساتھ آیا تو کفر ہو پھر کسی نماز کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر یقیناً کفر ہے۔ اب اس کفر و شرک سے بچنے کے لئے تیسری صورت یہ ہے کہ التحیات ہی نہ پڑھے مگر مصیبت یہ ہے کہ اس صورت میں بھی نماز نہ ہوگی کیونکہ نماز میں التحیات پڑھنا واجب ہے اور واجب کے قصد ترک پر نماز پوری نہیں ہوتی۔ اب بتائیے کہ ان لوگوں کی نماز کیسے ہوگی؟ یعنی التحیات پڑھیں تو بھی نہیں ہوتی نہ پڑھیں تو بھی نہیں ہوتی۔ جب ان کی اپنی ہی نماز نہ ہوئی تو ان کے پیچھے کب ہوگی؟

خلاصہ یہ ہوا کہ مولوی اسمعیل دہلوی کے اس قول کی بنا پر نماز تو کسی دیوبندی دیوبندی کی ہوگی ہی نہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ التحیات نہ پڑھنے کی صورت میں شاید کفر و شرک سے بچ جائیں نماز ہو یا نہ ہو۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا یہ وبال ہے کہ نماز ہی سے محروم ہو گئے۔

۱۸۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم شفیع معظم، نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا اور اس کے معنی معین ہیں اور وہ ہیں آخر الانبیاء اور اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام۔ تابعین تبع تابعین۔ ائمہ مجتہدین ائمہ لغت و حدیث و تفسیر اور ساری امت کا اجماع و اتفاق ہے چنانچہ مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے اپنی تصنیف ختم نبوت کامل کے صفحہ ۵۷ پر لغات عربیہ کے حوالے پیش کرنے کے بعد فرمایا:

لغت عرب کے غیر محدود دفتر میں سے چند اقوال ائمہ لغت اور بطور مشتمل نمونہ

از فرواے پیش کئے گئے ہیں جن سے انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو یقین ہو گیا ہوگا کہ از روئے لغت عرب آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے۔ اس کے بعد احادیث مبارکہ پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

خلاصہ یہ کہ آیت خاتم النبیین کے معنی جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہیں بتلائے وہ یہی ہیں کہ آپ سب انبیاء میں آخری نبی اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں (صفحہ ۹)۔

اس کے بعد صحابہ اور تابعین اور ائمہ امت کے تفسیری اقوال پیش کرنے کے بعد حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر پیش کرتے ہیں (ترجمہ جو خود انہوں نے کیا ہے وہی لکھا جاتا ہے)

خوب سمجھ لو کہ تمام امت نے خاتم النبیین کے الفاظ سے یہی سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول، اور اس پر بھی اجماع و اتفاق ہے کہ نہ اس آیت میں کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص اور جس شخص نے اس آیت میں کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کی اس کا کلام ایک بچو اس و ہدیٰ ہے اور یہ تاویل اس کے اوپر کفر کا حکم کرنے سے روک نہیں سکتی کیونکہ وہ اس نص صریح کی تکذیب کرتا ہے جس کے متعلق امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ اس میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں ہے (ختم نبوت کامل ص ۱۸)

قارئین حضرات! ایک دیوبندی مفتی اور معتبر عالم کے حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ و تابعین، ائمہ لغت اور ائمہ حدیث و تفسیر وغیرہ اور ساری امت کے نزدیک بغیر کسی تاویل و تخصیص کے خاتم النبیین کے معنی صرف اور صرف آخری نبی ہیں اور جو کوئی بھی کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کرے اس کا کلام

جو اس ہے اور وہ بلاشبہ کافر ہے۔

اب اس کے بعد انصاف کے ساتھ شخصیت پرستی اور طرفداری سے بالاتر ہو کر مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند کی عبارات ملاحظہ فرمائیے لکھتے ہیں: بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب گذارش یہ ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے (تخذیر الناس ص ۳)

آپ سطور بالا میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام، تابعین ائمہ محدثین و مفسرین اور ساری امت کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہیں اور دیوبند کے بانی اس معنی کو عوام کا خیال بتا رہے ہیں اور یہاں عوام سے مراد ہیں جاہل نادان نا فہم کیونکہ ان کے مقابلے میں اہل فہم کا ذکر ہے۔ اب انصاف کہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام تابعین۔ ائمہ حدیث و تفسیر وغیرہ سب کے سب عوام اور نا فہم ٹھہرے یا نہیں؟ ضرور ٹھہرے۔ اس کے بعد جو کہا مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ یعنی اہل فہم اور دانش مندوں پر روشن ہے کہ پہلے یا بعد میں آنے میں ذاتی کچھ فضیلت نہیں تو مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سائے نبیوں کے آخر میں تشریف لانا بالذات کچھ فضیلت نہیں رکھتا اسی لئے اس کے بعد کہا پھر مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا خاتم النبیین فرمانا یہ مقام مدح میں معنی آخری نبی صحیح نہیں ہے۔ (معاذ اللہ) حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا حضور

کی ذاتی فضیلت اور مقام مدح ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی فضیلت اور مدح قرار دیا۔ ملاحظہ ہو فرمایا:

فضلت علی الانبیاء بست
اعطیت جوامع الکلم
ونصرت بالرعب واحتلت لی
الغنائم وجعلت لی الارض
مسجدا وطهورا وارسلت
الی الخلق كافة وختم
بی النبیون (مسلم شریف ص ۱۹۹)

مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں کے ساتھ
فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے کلماتِ جامعہ عطا
فرمائے گئے۔ رعب کے ساتھ میری مڈ کی گئی
میرے لئے مالِ غنیمت حلال کیا گیا۔ میرے
لئے ساری زمین کو نماز پڑھنے کی جگہ اور پاکی
کا ذریعہ بنا دیا گیا۔ مجھے تمام مخلوق کی طرف
بھیجا گیا اور مجھ پر تمام انبیاء کو ختم کر دیا گیا۔

دیکھئے اس ارشادِ گرامی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری نبی ہونے
کو صراحتہ اپنی فضیلت قرار دیا۔ ایک ارشادِ گرامی میں ہے:

ان مثلی ومثل الانبیاء
من قبل کمثل رجل بنی
بیتا فاحسنه واجمله الا
موضع لبنة من زاوية فجعل
الناس یطوفون به ویعجبون
له ویقولون هلا وضعت
هذه اللبنة قال فانا اللبنة
وانا خاتم النبیین۔

بے شک میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء
کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی
مکان بنایا ہو اور اس کو بہت آراستہ و پیرایتہ
کیا ہو مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو۔
تو لوگ اس کے گرد چکر لگاتے اور اس کی
خوبصورتی پر تعجب کرتے ہوں اور کہتے ہوں
کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی۔
(تاکہ تعمیر مکمل ہو جاتی) فرمایا پس وہ آخری اینٹ
میں ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔

(بخاری و مسلم)

دیکھئے اس ارشاد میں بھی فرمایا کہ نبوت کے حسین و جمیل محل کی تکمیل میرے ساتھ

ہوتی کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں لہذا جو ذات پاک خاتم نبوت ہو کر قصر نبوت کی تکمیل کا باعث ہو بلاشبہ یہ تکمیل اور خاتم ہونا اس ذات پاک کی مدح ہے ایک ارشاد گرامی یوں ہوا:

انا قائد المرسلین میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور کوئی فخر
ولا فخر وانا خاتم النبیین نہیں اور میں تمام انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں
ولا فخر وانا اول شافع اور کوئی فخر نہیں اور پہلا شفاعت کرنے والا
و مشفع ولا فخر (مشکوٰۃ) اور مقبول الشفاعت ہوں اور کوئی فخر نہیں۔

یعنی قائد المرسلین۔ خاتم النبیین اور اول شافع و مشفع ہونا ہے تو بہت بڑی فضیلت
فخر اور مدح کا مقام لیکن میں اس پر کوئی فخر و غرور نہیں کرتا اس لئے کہ فخر و غرور کرنیوالوں
کو اللہ تعالیٰ محبوب نہیں رکھتا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ
لہذا میرا یہ کہنا کہ میں رسولوں کا قائد۔ نبیوں کا خاتم اور اول شافع و مشفع ہوں یہ فخر یہ طور
پر نہیں بلکہ تحدیث نعمتہ کے طور پر ہے۔ کیونکہ میرے رب کا فرمان ہے واما بنعمت
ربك فحدث ثابت ہوا کہ جس طرح آپ کے لئے رسولوں کا قائد ہونا اول شافع
و مشفع ہونا مقام فضیلت و مدح ہے اسی طرح خاتم النبیین ہونا بھی مقام فضیلت و مدح
ہے لیکن دیوبند کے مدرسہ کے بانی کہتے ہیں کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت
ہی نہیں اور مقام مدح میں خاتم النبیین فرمانا صحیح ہی نہیں ہے۔ آگے دیکھتے لکھتے ہیں بلکہ
اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور
باقی رہتا ہے (تحذیر الناس ص ۱۳)

اس کے بعد لکھتے ہیں:

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت
محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی
زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے (تحذیر الناس ص ۲۵)

ان عبارتوں کو دیکھیے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں اور آپ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو رنازل ہو نہیں کہا بلکہ پیدا ہو کہا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے پیدا نہیں ہوں گے) تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا جب حضور کے زمانہ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا خاتمیت محمدی کے منافی نہ ہو تو حضور آخری نبی کہاں ہے۔ نیز خاتمیت ذاتی لازم ہے خاتمیت زمانی کو۔ تو جب بعد زمانہ نبوی نیا نبی تجویز کیا تو لازم باطل ہوا تو ملزوم کہاں ہا۔ کیونکہ بطلان لازم دلیل ہے بطلان ملزوم کی۔ تو اب نہ خاتمیت ذاتی رہی نہ زمانی۔ سب کا خاتمہ ہو گیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عبارت میں لفظ ہے اگر بالفرض تو لفظ بالفرض خود اس کے محال ہونے پر دلالت کرتا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ بات محال ہے کسی طرح ممکن نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بالفرض پر تو ہمارا اعتراض ہی نہیں۔ ہمارا اعتراض تو اس پر ہے کہ حضور کے بعد کسی اور نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ہم کہتے ہیں کہ ضرور فرق آئے گا۔ کیونکہ اس صورت میں حضور آخری نبی نہیں ہیں گے۔ جیسے کوئی کہے کہ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ کے بعد بھی کوئی اور خدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی توحید میں کچھ فرق نہیں آئے گا تو بتائیے کہ آئے گا یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں اور ہر عقل مند کہے گا کہ ضرور فرق آئے گا۔ اس لئے کہ دوسرا خدا ہونے سے خدا تعالیٰ کا ایک ہونا ختم ہو جائے گا۔ یا کوئی کہے اگر بالفرض کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے الٰہ یعنی معبود ہونے کے بعد بھی کسی اور کو الٰہ (معبود) مانے تو اس کے عقیدہ توحید میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ تو بتائیے آئے گا یا نہیں آئے گا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ ضرور آئے گا۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا عقیدہ توحید ختم ہو جائے گا اور وہ مشرک قرار پائے گا۔ یا کوئی کہے کہ اگر بالفرض کسی کی دونوں آنکھیں نکال لی جائیں تو اس کی بنیادی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ تو بتائیے کہ آئے گا یا نہیں آئے گا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ ضرور آئے گا۔ اسی طرح اگر کوئی کہے کہ اگر

بالفرض کوئی مسلمان زنا کرے تو اس کی پاک دامنی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ تو بتائیے آئیں گے یا نہیں آئے گا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ ضرور آئے گا۔ اسی طرح اگر بالفرض حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں بھی ضرور فرق آئے گا تو ہمارا اعتراض اس پر ہے کہ خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ تو جو لوگ بالفرض کا سہارا لے کر نانو تو می صاحب کی ان عبارتوں کو صحیح اور بے غبار ثابت کرنا چاہتے ہیں ان سے صرف اتنی گزارش ہے کہ ذیل کی ان چار عبارتوں پر وہ اپنے موجودہ اکابر علماء سے دستخط کروادیں کہ یہ عبارات بالکل صحیح ہیں اور واقعی کچھ فرق نہ آئے گا کیونکہ ان کے ساتھ بھی لفظ بالفرض ہے۔ انشاء اللہ حق واضح ہو جائے گا۔

۱۔ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ کے بعد بھی کوئی اور خدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی توحید میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

۲۔ اگر بالفرض کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے الٰہ ہونے کے بعد بھی کسی اور کو الٰہ مانے تو اس کے عقیدہ توحید میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

۳۔ اگر بالفرض کسی کی دونوں آنکھیں نکال لی جائیں تو اس کی بینائی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

۴۔ اگر بالفرض کوئی مسلمان زنا کرے تو اس کی پاک دامنی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔
بات اصل میں یوں معلوم ہوتی ہے کہ ان حضرات نے میدان تو ہموار کیا تھا اپنے لئے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں مگر دعویٰ کر دیا مرزا قادیانی نے یہی وجہ ہے کہ قادیانی جب بھی کوئی پمفلٹ وغیرہ شائع کیا کرتے تھے تو اپنی تائید میں وہ ان حضرات کے حوالے پیش کرتے اور ان کی وجہ سے قادیانیوں کو بڑی ترقی ہوتی۔

چنانچہ مولوی محمد ادریس صاحب کاندھلوی کو رسالہ لکھنا پڑا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب پر مرزائیوں کا بہتان و افتراء جس کو جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور کی طرف سے شائع کیا گیا

اب جو یہ حضرات قادیانیوں کے پیچھے زیادہ پڑے رہتے ہیں تو اس کی دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ میدان تو ہموار کیا تھا انھوں نے اپنے لئے اور کوڈ پڑا قادیانی تو یہ اس کے پیچھے پڑ گئے کہ تو کیوں کوڈ اور تو نے ہمارا حق کیوں چھینا۔ دوسری یہ کہ لوگ یہ نہ جان لیں کہ ختم نبوت کی مخالفت کی ابتداء ہم سے ہوئی بلکہ ہم ہر وقت ختم نبوت کا نعرہ بلند کرتے رہیں تاکہ پردہ پڑ جائے اور لوگوں پر یہ تاثر قائم ہو جائے کہ اگر ہم ختم نبوت کے مخالف ہوتے تو ہم اس سلسلے میں اتنی محنت، کوشش اور تبلیغ و اشاعت وغیرہ کیوں کرتے؟ بلاشبہ سیدی و سندی و استاذی غزالی دوران علامہ زماں استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی نے بالکل حق فرمایا کہ

عرب و عجم کے علماء اہل سنت نے جو علماء دیوبند کی توہین آمیز عبارات پر تکفیر فرمائی اگر آپ سچ پوچھیں تو مفتیان دیوبند کے نزدیک بھی وہ تکفیر حق ہے اور علماء دیوبند اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان عبارات میں کفر صریح موجود ہے لیکن محض اس لئے کہ وہ ان کے اپنے مقتداؤں اور پیشواؤں کی عبارات ہیں تکفیر نہیں کرتے اور اگر مفتیان دیوبند سے انہی کے پیشواؤں کی کسی ایسی عبارت کو لکھ کر فتویٰ طلب کیا جائے جس کے متعلق انہیں یہ علم نہ ہو کہ یہ ہمارے بڑوں کی عبارت ہے تو وہ اس عبارت کے لکھنے والے پر بے دھڑک کفر کا فتویٰ صادر فرمادیتے ہیں پھر جب انہیں بتایا جائے کہ جس عبارت پر آپ نے کفر کا فتویٰ دیا یہ آپ کے فلاں دیوبندی مقتدا کا قول ہے تو پھر بجز ذلت آمیز سکوت کے کوئی جواب نہیں بن پڑتا۔ اس کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں بدست ہسم ایک تازہ مثال ناظرین کرام کی ضیافت طبع کے لئے پیش کرتے ہیں اور وہ یہ کہ ایک دیوبندی العقیدہ مولوی صاحب نے جو مودیت کا شکار ہو چکے ہیں مودوی صاحب کو دیوبندیوں کے عائد کردہ الزامات توہین سے بری الذمہ ثابت کرنے کے لئے مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند کی ایک عبارت ان کی کتاب "تصفیۃ العقائد" سے نقل کر کے دیوبندیوں اور اس پر فتویٰ طلب کیا مگر یہ نہ بتایا کہ یہ عبارت کس کی ہے تو دیوبند کے مفتی صاحب نے

اس عبارت پر بے دھڑک کفر کا فتویٰ صادر فرما دیا۔

ملاحظہ فرمائیے :- اشتہار بعنوان ”دارالعلوم دیوبند کے مفتی کا مولانا محمد قاسم نانوتوی کو فتویٰ کفریہ فتویٰ دیوبندیوں کے گلے میں مچھلی کے کانٹے کی طرح پھنس کر رہ گیا مولوی محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند کی عبارت (جس کو لکھ کر فتویٰ طلب کیا گیا) یہ ہے :-
۱۹۔ دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے۔ جن میں ہر ایک کا حکم یکساں نہیں ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں بالجمہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔
فتویٰ ۸۶۶، الجواب:

انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں ان کو مرتکب معاصی سمجھنا العیاذ باللہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ نہیں اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات کا پڑھنا جائز بھی نہیں فقط۔ واللہ اعلم سید احمد سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔
جواب صحیح ہے ایسے عقیدے والا کافر ہے۔ جب تک وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرے۔ اس سے قطع تعلق کر لیں۔ مسعود احمد عفی اللہ عنہ۔ مہر دارالافتاء فی دیوبند الہند
المشہر: محمد عیسیٰ نقشبندی ناظم مکتبہ اسلامی لودھراں۔ ضلع ملتان
قارئین کرام غور فرمائیں کہ دیوبند سے مولوی قاسم صاحب پر یہ فتویٰ کفر منگو اگر اشتہار میں چھاپنے والا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور اکابر علماء دیوبند کا معتقد اور ان کو اپنا مقتدار و پیشوا ماننے والا ہے مگر مودودی ہونے کی وجہ سے اس نے مودودی صاحب کے مخالفین علماء دیوبند کو نیچا دکھانے کے لئے اور مودودی صاحب پر علماء دیوبند کے صاد کئے ہوئے فتوؤں کو غلط ثابت کرنے کے لئے یہ چال چلی۔ اگرچہ مشہر دیوبندی العقیدہ ہونے کی وجہ سے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند پر مفتی دیوبند کے اس فتویٰ کفر کو صحیح تسلیم نہیں کرتا۔ لیکن ہمارے قارئین کرام پر اس فتویٰ کو پڑھ کر یہ حقیقت

بخوبی واضح ہو گئی ہوگی کہ مفتیان دیوبند کی نظر میں علماء دیوبند کی عبارات کفریہ یقیناً کفریہ ہیں لیکن چونکہ وہ اپنے مقتدار اور پیشوا ہیں اس لئے ان کی عبارات کے سامنے خدا اور رسول کے احکام کی کچھ وقعت نہیں۔ اہل سنت پر پیر پرستی کا الزام لگانے والے ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی پیر پرستی ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اپنے پیروں اور پیشواؤں کو بڑھا دیا جائے۔ اہل انصاف کے نزدیک فی زمانہ یہی لوگ آیت کریمہ **اِتَّخَذُوا اٰحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ** کے صحیح مصداق ہیں یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنے احبار و رہبان (عالموں اور درویشوں) کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے اور وہ اس طرح کہ ایک بات کوئی دوسرا کہے تو اسے کافر بنا ڈالیں اور وہی بات ان کے علماء اور پیشوا کہیں تو پکے مومن رہیں۔ **العیاذ باللہ والی اللہ المشتکی** (الحق المبین ص ۲۲)

مثال نمبر ۲۔ سوال! کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک میلاد خواں

نے مندرجہ ذیل شعر محفل مولود میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں پڑھا شعر

جو چھو بھی دیوے سگ کوچہ ترا اس کی نعش

تو پھر حسد میں ابلیس کا بتائیں مزار

ف: یہ شعر مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کا ہے دیکھو قصائد فاسق

مگر مذکورہ طریقہ سے پوچھا گیا۔ اب علماء دیوبند کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

الجواب

۱۔ یہ شعر پڑھنا حرام اور کفر ہے اگر یہ سمجھ کر پڑھے کہ اس کا اعتقاد اور پڑھنا کفر ہے

تب تو اس کا ایمان باقی نہ رہا اور اگر یہ علم نہ ہو تو اس کا پڑھنا اور اعتقاد کفر ہے۔ شیخ

فاسق اور سخت گنہگار ہے۔ اس کو تا بہ مقدور اس حرکت سے روکنا شرعاً لازم ہے۔

احمد حسن ۱۵ شوال ۱۳۵۹ھ سنبل

۲- اس شعر کا مفہوم کفر ہے لکھنے والا (یعنی شاعر) اور عقیدہ سے پڑھنے والا خارج

از ایمان ہے۔ ایسے صریح الفاظ میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ ظہور الدین سنہل

۳- کسی بیہودہ اور جاہل آدمی کا شعر ہے بیوقوف اور بیہودہ لوگ ہی ایسے مضمون

سے محظوظ ہوتے ہیں۔ اگر یہ اس کا عقیدہ ہے تو کفر ہے۔ دیندار آدمی کو اس کے سننے

سے بھی احتیاط چاہیے۔ فقط۔ سعید احمد سنہل

۴- اس شعر کا نعت میں پڑھنا اور لکھنا دونوں کفر ہے۔ وارث علی عقی عنہ سنہلی۔

۵- تینوں حضرات دام ظلہم العالی کے جوابات کی میں بالکل موافقت کرتا ہوں

محمد ابراہیم عقی عنہ مدرسۃ الشرع سنہل

۶- شعر مذکور اگرچہ نعت میں ہے لیکن حد شریعت سے باہر ہے ایسا شعر نہ کہنے والے

کو کہنا اور نہ پڑھنے والے کو پڑھنا جائز ہے۔ یہ غلو اور قبیح ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

۷- نمبر ۱۲۱- الف نمبر فتویٰ

مذکورہ شعر اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں شاعر نے کہا ہے لیکن اتنا ضرور ہے

کہ شاعر شرعی اصول سے واقف نہیں ہے۔ شعر میں حد درجہ کا غلو ہے۔ جو اسلامی اصول

کے کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ شاعر کافر اس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ شعر کا پہلا مصرع شرط

ہے (جو معنی میں اگر کے ہے اور محال چیز کو فرض کر رکھا ہے۔ بشرط کا وجود محال ہے اس

لئے دوسرا مصرع بطور خبر کے ہے اس کا مترتب ہونا بھی محال ہے مگر شعر نعت رسول

سے بہت گرا ہوا اور رکیک ہے۔ ایسے غلو سے شاعر کو بچنا فرض اور ضروری ہے ایسے

اشعار سے آپ کی تعظیم نہیں ہوتی بلکہ توہین کا پہلو نمایاں ہو جاتا ہے۔ یہ صحیح ہے قرآن

کے حکم مطابق ابلیس جنت میں نہیں جائے گا۔ مگر اس کے قائل کو کافر نہیں کہہ سکتے

اس میں محال کو فرض کر رکھا ہے جب تک تو جیہہ اس کے کلام کی ہو سکتی ہے اس وقت

تک اس کے قائل کو کافر کہنا جائز نہیں۔ ایسے اشعار مولود میں پڑھنا نہیں چاہیے۔ واللہ اعلم
کتبہ سید مہدی حسن صد مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۳؎ ۲۷ جمعہ۔

نمبر ۱۲۹ فتویٰ۔ شاعر کا مقصد بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے اور
وہ فرط عقیدت میں سگ کو چہ نبی کو بھی ابلیس سے بھی برتر ثابت کرنا چاہتا ہے اس
کا مقصد ابلیس کو جنتی کہنا نہیں ہے جو ان نصوص کا انکار بھی نہیں اور نہ ابلیس کے جنتی
ہونے کا مدعی ہے۔ اس لئے شاعر کو کافر نہ کہا جائے گا۔ البتہ اس شعر سے چونکہ اس قسم کا

ایہام ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ دوسرا فرق کہتا ہے اور ایہام کفر سے بھی بچنا واجب ہے اس
لئے اس شعر کو ہرگز نہ پڑھا جائے اور توبہ کی جائے مگر دوسرے لوگوں کو بھی اس کے کافر
کہنے میں احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ التزام کفر اور لزوم کفر میں فرق ہے اور جب کسی
قول میں احتمال ادنیٰ کفر بھی ہو سکتا ہے اگرچہ بتاویل ہو قائل کو کافر نہ کہا جائے گا۔

واللہ اعلم سعید احمد غفرلہ مفتی مظاہر العلوم سہارنپور ۱۵ صفر ۱۳۷۷ھ

نوٹ: ایک ہی سوال کے جواب میں قارئین نے بھانت بھانت کی بولی
ملاحظہ فرمائی۔ یہ وہ اونٹ ہے جس کی کوئی کل سیدھی نہیں۔ کوئی تو مولوی قاسم نانوتوی
کو جاہل اور بیہودہ کہہ رہا ہے کوئی کافر اور فاسق۔ کوئی التزام کفر اور لزوم کفر کی بحث
میں الجھا ہے غرضیکہ ان کے یہاں فتویٰ نویسی کا کوئی معیار ہی نہیں اور یہ سارے فتوے
اس بنیاد پر ہیں کہ کسی کو بھی اس کی خبر نہیں کہ تیر کے نشا نے پر کون ہیں۔ اگر یہ معلوم ہوتا
کہ بانی دارالعلوم دیوبند کا شعر ہے تو پھر اس شعر میں نعت نبی کے وہ وہ گوشے نکالے
جاتے کہ عالمگیری و شامی کے بجائے دیوان غالب و ذوق کے صفحات اُلٹے جاتے اور ادو شاعری
میں اس شعر کو ایک نئے مفہوم کا اضافہ کہا جاتا۔ یہ بھی ایک رہی کفر کے فتوے خود دیوبند
سے دیئے جائیں اور بدنام بریلی کو کیا جائے۔ آج بلند بانگ نعروں سے یہ کہا جاتا ہے
کہ کافر کو کافر نہ کہو حالانکہ یہ کہہ کر خود آں بددلت نے کافر کہہ دیا یعنی کافر تو ہے مگر کافر

مت کہو۔
 خون کے آنسو۔ مصنفہ علامہ مشاق احمد صاحب نظامی ص ۷۷
 مثال نمبر ۳۔ مولوی اسماعیل صاحب نے اپنی کتاب ایضاح الحق مطبع فاروقی دہلی
 ۱۲۹۵ھ صفحہ ۳۵-۳۶ میں لکھا ہے۔

تذریہ اول تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات رؤیت بلا جہت و محاذات (الی
 قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد
 دینیہ می شمارد۔ ملخصاً۔ اس میں صاف تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان و جہت
 سے پاک جاننے اور اس کا دیدار بلا کیف ماننے کا عقیدہ بدعت و ضلالت ہے۔ حالانکہ
 تمام ائمہ کرام اور پیشوایان اسلام کا یہی عقیدہ ہے تو مولوی اسماعیل کے قول کئی مطابق وہ سب
 کے سب معاذ اللہ بدعتی و گمراہ ٹھہرے۔

چنانچہ ایک صاحب نے یہی عبارت بغیر نام، کتاب لکھ کر علماء و ہابییہ دیوبندیہ
 سے سوال کیا تو انہوں نے بے دھڑک کفر کے فتوے دے دیئے۔ سوال و جوابات
 ملاحظہ ہوں:

سوال: کیا ارشاد ہے علماء دین کا اس شخص کے بارے میں جو یہ کہے کہ جناب باری تعالیٰ
 عز اسمہ کو زمان اور مکان اور ترکیب عقلی سے پاک کہتا اور اس کا دیدار بے جہت بے محاذات
 حق جاننا بدعت ہے۔ یہ قول کیسا ہے بینوا تو جبروا۔

دیکھئے یہ وہی قول ہے جو مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا مگر سوال میں اس کا نام
 نہ لیا بلکہ ایک شخص کہا اب گرم جوش فتوے دیکھئے

الجواب

۱۔ یہ شخص عقائد اہل سنت و الجماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے اور یہ اعتقاد اور

مقولہ جو درج سوال ہے کفر ہے۔ نعوذ باللہ۔ حضرات سلف صالحین اور ائمہ دین کا یہی مذہب

اور یہی احادیث صحیحہ و کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ اجل شانہ

زمان اور مکان و جہت سے پاک ہے اور دیدار اس کا بہشت میں مسلمانوں کو نصیب ہو گا۔
چنانچہ کتب عقائد اس سے مشون ہیں فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی۔

رشید
احمد گنگوہی

۱۰۲۔ الجواب صحیح۔ اشرف علی عفی عنہ

۳۔ اگر حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب سے پاک نہ مانا جائے گا تو

حق تعالیٰ کا محتاج ہونا اور صفات حادث کے ساتھ متصف ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ
حق تبارک و تعالیٰ احتیاج سے منزہ صمدیت ازلیہ کے ساتھ متصف ہے لہریزل
لا یزال اس کی صفت ہے۔ زمان و مکان حادث و مخلوق ہیں کان اللہ و لم
یکن معہ شیئی قال تعالیٰ کل شیئی ہالک الا وجہہ وقال تعالیٰ
لیس کمثلہ شیئی و هو السمیۃ البصیر الغرض حق تعالیٰ کو زمان
اور مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل حق اور اہل ایمان کا ہے اس
کا انکار الحاد اور زندقہ ہے اور دیدار حق تعالیٰ جو آخرت میں ہوگا۔ مومنین کو وہ بے کیف
اور بے جہت ہوگا۔ مخالف اس عقیدہ کا بد دین و ملحد ہے۔ اس کی صحبت سے اہل
اسلام کو احتراز لازم ہے۔

قال فی شرح العقائد النسفیہ ولا یتکن فی مکان ولا
یحری علیہ زمان ولا یشبہہ شیئی الی ان قال فیری لا فی
مکان ولا علی جہة مقابلة واتصال شعاع او ثبوت مسافة
بین الرائی و بین اللہ تعالیٰ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ و توکل علی العزیز الرحمن مفتی مدرسہ دیوبند

۱۰۴۔ الجواب صحیح۔ بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند

۵۔ الجواب صحیح۔ محمود حسن عفی عنہ

۶۔ الجواب صحیح۔ غلام رسول۔ عفی عنہ

۷۔ زمان و مکان اور ترکیب یہ سب علامات حدیث و خواص امکان ہیں۔ واجب تعالیٰ سبحانہ ان سب سے بری ہے۔ چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے (آگے عبارت لکھی ہے) اللہ جل شانہ کا دیدار بے جہت بے محاذ عقلاً و نقلاً دونوں طرح ثابت ہے۔ چنانچہ شرح عقائد میں موجود ہے (آگے عبارت لکھی ہے) پس معلوم ہوا کہ جو شخص دیدارِ الہی کا منکر اور اس کے لئے ترکیب عقلی ثابت کرنے والا ہے وہ ہرگز اہل سنت میں سے نہیں۔ اس کو اختیار ہے کہ دوسروں کو بدعتی بنا دے اور یہ بدعت کہہ دینا اس کا ایسے موقع پر غالباً اپنی محترعات کی اشاعت کے لئے ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ المسکین محمد عبد الحق عفی عنہ

۸۔ الجواب صواب۔ محمود حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی مراد آباد۔

۹۔ ایسے عقیدہ کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے۔

۱۳۱۵

سنا اللہ المحمود

ابوالوفاء ثناء اللہ کفاه اللہ

قارئین حضرات! فتوے ملاحظہ فرمائے آپ نے؟

کہ وہ شخص اہل سنت کے عقائد سے جاہل۔ بے بہرہ ہے۔ یہ اعتقاد اور مقولہ جو سوال میں درج ہے کفر ہے وہ ملحد۔ بدین زندق ہے وہ ہرگز اہل سنت میں سے نہیں دین سے ناواقف ہے وغیرہ۔

اب ان مفتیوں سے کہیے کہ جناب وہ شخص جس پر آپ نے یہ فتوے صادر کیے ہیں وہ آپ کا شہید مولوی اسمعیل دہلوی ہی ہے۔ ابھی ابھی دیکھیے اٹھے پاؤں پلٹ جائیں گے۔ واضح طور پر ثابت ہوا کہ ان حضرات کی نگاہ میں جو قدر مولوی اسمعیل کی ہے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نہیں اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت میں چاہے کتنا ہی بڑے لگے مگر مولوی اسمعیل کی ذات پر کوئی حرف نہ آئے۔ یہ ہے ان کا ایمان ان کو مولوی اسمعیل

اللہ تعالیٰ واحد قہار سے زیادہ عزیز ہے۔ اب بھی آپ اسکے ماننے والوں سے درج ذیل سوالات کر کے آزما سکتے ہیں۔

۱۔ کیا مولوی اسمعیل عقائد اہل سنت و جماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ حالانکہ آپ کے مفتی صاحبان خود ہی حکم لگا چکے ہیں۔

۲۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا۔ حضرات سلف صالحین اور ائمہ دین کا یہی مذہب ہے اور مولوی اسمعیل نے اسی کو حقیقی بدعت کہا تو اس نے سلف صالحین اور ائمہ دین کو حقیقی بدعتی بنایا یا نہیں؟

۳۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا۔ یہی احادیث صحیحہ و کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے۔ لہذا مولوی اسمعیل آپ کے مفتی صاحبان ہی کے فتوے سے قرآن و حدیث کا منکر ہوا یا نہیں؟ اور جو منکر قرآن و حدیث کو اپنا امام مانیں وہ کون ہوئے؟

۴۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا یہ اعتقاد اور مقولہ جو سچ سوال ہے کفر ہے اور وہ مقولہ اور اعتقاد مولوی اسمعیل کا ہے تو بتائیے یہ حکم شریعت اور قانون اسلام اس پر بھی جاری ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ تمہارا امام ہے۔ نیز جو کفر یہ قول کرنے والے کو اپنا امام مانیں وہ کون ہوئے؟

۵۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا۔ اس قول کی بنا پر اللہ تعالیٰ کا محتاج ہونا اور صفات حادث کے ساتھ متصف ہونا لازم آئے گا تو مولوی اسمعیل نے اللہ تعالیٰ کو محتاج اور صفات حادث کے ساتھ متصف ٹھہرایا یا نہیں؟ اور جو اللہ تعالیٰ کو محتاج وغیرہ ٹھہرائے وہ کون ہوا؟ اور اس کے ماننے والے کون ہوئے؟

۶۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا یہ عقیدہ اہل حق اور اہل ایمان کا ہے مولوی اسمعیل نے اسی عقیدہ کو حقیقی بدعت کہا۔ تو جو اہل حق اور اہل ایمان کے عقیدہ کو حقیقی

بدعت کہے وہ اہل حق اور اہل ایمان کا دشمن ہے یا نہیں؟

۷۔ آپ کے مفتی صاحبان نے کہا اس کا انکار الحاد و زندقہ ہے۔ مخالف اس عقیدہ

کا بدین و ملحد ہے۔ کہیے آپ کے مفتی صاحبان کے فتوے سے مولوی اسمعیل ملحد بدین

اور زندیق ہو یا نہیں؟ اور ملحد بدین اور زندیق کو اپنا امام ماننے والے کون ہوتے؟

۸۔ غیر مقلدین کے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے بہت ہلکا فتویٰ لگایا کہ دین

سے ناواقف ہے تو غیر مقلد! بتاؤ کہ جو دین سے ناواقف ہو اس کو کم از کم جاہل تو کہو گے یا نہیں؟

لطیفہ! مولوی اسمعیل کی عبارت پر پہلا فتویٰ جو درج ہے وہ مولوی رشید احمد

گنگوہی کا ہے اس میں یہ ہے کہ یہ اعتقاد اور مقولہ جو درج سوال ہے کفر ہے۔ نیز یہی

سلف صالحین اور ائمہ دین کا مذہب ہے اور یہی احادیث صحیحہ و کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے۔ اس فتوے کی رُسے مولوی اسمعیل صاحب کافر اور سلف صالحین

اور ائمہ دین کے مذہب اور کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ اور احادیث صحیحہ کے منکر ٹھہرے

اور جو قرآن کی آیات صریحہ کا منکر ہو وہ بلاشبہ کافر ہے۔ تو گنگوہی صاحب کے فتوے

سے مولوی اسمعیل صاحب کافر قرار پاتے۔ اور انہی گنگوہی صاحب کا فتویٰ ہے کہ جو مولوی

اسمعیل کو کافر کہے خود کافر ہے۔ عبارت یہ ہے (مولوی اسمعیل) ایسے مقبول کو کافر کہنا خود

کافر ہونا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۱۶)

نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں کافر ٹھہرے۔ لاجول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ مثال نمبر ۳

کی پوری بحث و تفصیل کے لئے دیکھو رسالہ (دیوبندی مولویوں کا ایمان) شائع کردہ حضرت

مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب شافعی قادری رضوی مدظلہ۔ لائل پوری)

۲۰۔ مولوی غلام خاں صاحب جو آج کل غلام اللہ خاں صاحب کہلاتے ہیں

کے استاد مولوی حسین علی صاحب شاگرد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی آیت کریمہ

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ كِتَابُ اللَّهِ فِي تَفْسِيرِهِمْ فَرَمَاتِهِمْ هِيَ
 اور طاغوت کا معنی کما عباد من دون اللہ فهو الطاغوت۔ اس معنی میں جب
 طاغوت جن اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہوگا۔ یا مراد خاص شیطان ہے۔

(رَبْعَةُ الْحِجْرَانِ فِي رِبْطِ آيَاتِ الْقُرْآنِ)

اس لرزا دینے والی ناپاک عبارت جس میں فرشتوں اور رسولوں کی انتہائی توہین
 ہے کی تشریح کرنے سے پہلے قارئین حضرات کی خدمت میں پوری آیت مع ترجمہ
 پیش کی جاتی ہے۔

سوجو شخص شیطان سے بد اعتقاد ہو اور اللہ
 تعالیٰ کے ساتھ خوش اعتقاد ہو تو اس نے بڑا
 مضبوط حلقہ تھام لیا جس کو کسی طرح شکستگی نہیں
 اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں اور خوب
 جاننے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ساتھی ہے ان
 لوگوں کا جو ایمان لائے ان کو تاریکیوں سے
 نکال کر یا بچا کر نور کی طرف لاتا ہے اور جو
 لوگ کافر ہیں ان کے ساتھی شیاطین ہیں
 وہ ان کو نور سے نکال کر یا بچا کر تاریکیوں کی
 طرف لے جاتے ہیں ایسے لوگ دوزخ میں رہنے

فَمَنْ يَكْفُرُ بِالطَّاغُوتِ وَ
 يُؤْمِنُ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ
 بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ
 لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝
 اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ اٰمَنُوْا
 يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ
 اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
 اُولٰٓئِيْهِمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ
 مِنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ط
 اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ

لہ یا مراد خاص شیطان ہے یہ بھی ایک شق ہے اس سے فرشتوں اور رسولوں کو طاغوت
 کہنے کے جائز ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ غایت مافی الباب یہ کہ رسولوں اور فرشتوں کو بھی طاغوت
 کہنا جائز ہے اور شیطان کو بھی۔ (ماخوذ)

فِيهَا خِلْدُونَ ۝

والے ہیں یہ لوگ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو ہیں
گے۔ (ترجمہ تھانوی صاحب)

پارہ ۳ رکوع ۲

دیوبندی حضرات کے بہت بڑے عالم مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ترجمہ
سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے:

۱۔ کفر کا معنی بد اعتقادی اور ایمان کا معنی خوش اعتقادی۔ ثابت ہوا کہ ایمان نام
ہے خوش اعتقادی کا اور کفر نام ہے بد اعتقادی کا۔ لہذا بد عقیدہ کافر ہے اور خوش عقیدہ
مومن ہے۔

۲۔ طاغوت کا معنی شیطان ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ساتھی اور طاغوت کافروں کے ساتھی۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کا کام ہے ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لانا اور طاغوت کا کام
ہے نور سے نکال کر ظلمتوں کی طرف لے جانا۔ تو اگر معاذ اللہ فرشتوں اور رسولوں
کو طاغوت کہنا جائز ہو تو یہ جائز اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ وہ طاغوت ہوں اور اگر
وہ طاغوت ہوں تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے مخالف بلکہ دشمن اور کافروں کے ساتھی اور نور
سے نکال کر ظلمتوں کی طرف لے جانے والے قرار پائیں گے۔ العیاذ باللہ۔ اور پھر ان کے
ساتھ کفر کرنا یعنی بد اعتقاد ہونا لازم و ضروری ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو
طاغوت کے ساتھ کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے الخ

حالانکہ ان پر ایمان لانا لازم و ضروری ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا:

كُلُّ آٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ
وَڪُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ

یعنی رسول اور تمام مومنین یہ سب ایمان رکھتے
ہیں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی

(پارہ ۳ رکوع ۸) کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔

ثابت ہوا کہ فرشتوں اور رسولوں کو طاغوت کہنا گویا ان کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ
شیطان بنانا ہے تو خدا را انصاف سے کہیے کہ یہ فرشتوں اور رسولوں کی کتنی بڑی توہین

گستاخی اور ظلم ہے۔ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔
 نیز لفظ "طاغوت" ایک ایسا لفظ ہے جس کی نسبت اللہ کے معصوم اور نورانی بندے
 ملائکہ اور رسولوں کی طرف کرنا ایک جاہل مسلمان کے تصور میں بھی نہیں آسکتا چہ جائیکہ کوئی عالم
 دین کہلانے والا ایسی جہارت کا مرتکب ہو۔ کیونکہ لفظ "طاغوت" طغیان سے مشتق ہے اور
 مبالغہ کے لئے آتا ہے۔ طغیان کے اصل معنی ہیں ظلم اور معاصی میں حد سے گزر جانا۔ تو
 طاغوت کے معنی ہوں گے ظلم و سرکشی اور معاصی میں حد سے گزرنے والا۔ تو یہ صفت بلاشبہ
 شیطان کی صفت تو ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے معصوم اور مقدس فرشتے اور رسول علیہم السلام
 تو اس ناپاک صفت سے بالکل پاک ہیں۔ سچ پوچھیے تو یہ ان مقدس اور نورانی حضرات
 کے لئے ایک گالی ہے۔ العیاذ باللہ۔ حالانکہ اس انتہائی گستاخی کے مرتکب کا نام
 سرورق پریوں لکھا ہوا ہے۔

از زبدة المفسرين - عمدة المحدثين - رئیس الفقہاء - الصوفی الصافی مولانا حسین علی عم

فیضہ وغیرہ۔

تو غور کیجئے کہ جب دیوبندیوں کے زبدة المفسرين اور عمدة المحدثين اور رئیس الفقہاء کی
 گستاخی بے ادبی اور بے سمجھی میں یہ حالت ہے تو ان کے جہلا کا کیا حال ہوگا؟
 اب رہا یہ سوال کہ کما بعد من دون اللہ نہو الطاغوت جس کے معنی ہو جب اس نے
 فرشتوں اور رسولوں کو طاغوت کہنا جائز لکھا ہے۔ اس کا معنی اور صحیح مفہوم کیا ہے؟ تو
 اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ عبارت کما بعد من دون اللہ نہو الطاغوت کا معنی یہ ہے کہ "اللہ کے
 سوا ہر وہ جسکی عبادت کی گئی وہ طاغوت ہے" تو اس زبدة المفسرين کے خیال کے مطابق چونکہ کفار
 و مشرکین نے فرشتوں اور رسولوں کو بھی معبود بنایا اور انکی عبادت بھی کی گئی لہذا وہ بھی طاغوت ہوتے (معاذ اللہ)
 اصل میں "من دون اللہ" کو نہ سمجھنا ہی ان کی بے ادبی اور بد نصیبی کا باعث ہوا ہے
 گویا من دون اللہ ان کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبے۔

ہیں۔

ماننا پڑے گا کہ ما عبد من دون الله سے مراد بت ہی ہیں جن کی کفار و مشرکین عبادت کرتے تھے۔ اور وہ بت اور ان کے پجاری دونوں یقیناً جہنم کا ایندھن ہوں گے کما قال اللہ تعالیٰ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۗ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝ نیز فرمایا قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ تَا اللَّهُ إِنَّ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ اِذْ سُوِّيَتْكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۹ چنانچہ ان آیات کی تفسیر میں خود دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی فرماتے ہیں یعنی بت اور بت پرست اور ابلیس کا سارا لشکر سب کو دوزخ میں اوندھے منہ گرا دیا جائے گا وہاں پہنچ کر آپس میں جھگڑیں گے ایک دوسرے کو الزام دیں گے اور آخر کار اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے کہ واقعی ہم سے بڑی سخت غلطی ہوئی کہ تم کو (یعنی بتوں کو یا دوسری چیزوں کو جنہیں خدائی کے حقوق و اختیارات دے رکھے تھے) رب العالمین کے برابر کر دیا کیا کہیں یہ غلطی ہم سے ان بڑے شیطانوں نے کرائی اب ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں نہ کوئی بت کام دیتا ہے شیطاں مدد کو پہنچتا ہے:

الحمد للہ ہمارا دعویٰ و دلائل حقہ سے ثابت ہو گیا اور ہمارے قارئین پر واضح ہو گیا۔
 ما عبد من دون الله سے مراد بت ہیں اور ان میں ملائکہ اور رسولوں کو شامل کر کے ان کو طاغوت کہنا ان کی انتہائی توہین اور پرلے دجے کی گستاخی ہے۔
 ۲۱۔ انہی مولوی حسین علی صاحب نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے کاموں کا علم پہلے سے نہیں ہوتا بلکہ بندوں کے کرنے کے بعد اللہ کو ان کے کاموں کا علم ہوتا ہے۔
 ملاحظہ ہو: اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے سے کوئی علم بھی نہیں ہوتا کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہو گا اور آیات

قرآنیہ جیسا کہ و یعلم الذین وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں۔
(تفسیر بلغۃ البحران ص ۱۵۷)

حالانکہ اہل سنت کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے دیکھئے شرح فقہ اکبر ص ۲۰۱

من اعتقد ان الله لا يعلم الاشياء قبل وقوعها فهو كافر وان عد قائله من اهل البدعة یعنی جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ اشیاء کو ان کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے اگرچہ اس کا قائل اہل بدعت سے شمار کیا گیا ہو۔

اور یہ کہنا کہ انہوں نے اپنا مذہب بیان نہیں کیا بلکہ معتزلہ کا مذہب بیان کیا ہے درست نہیں اس لئے کہ جب انہوں نے قرآن کی آیات اور احادیث کو اس مذہب پر منطبق مان لیا تو اس کی حقانیت کو تسلیم کر لیا خواہ وہ معتزلہ کا مذہب ہو یا کسی اور کا۔ کیونکہ قرآن و حدیث جس پر منطبق ہے اس کا انکار کیونکر ہو سکتا ہے۔

۲۲۔ انہی مولوی حسین علی صاحب نے لکھا ہے:

اور قبل الدخول طلاق دو تو اس عورت پر عدت لازم نہ ہوگی جیسا کہ زینب کو طلاق

قبل الدخول دی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلا عدت نکاح کر لیا (بلغۃ البحران ص ۲۶۷) معاذ اللہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بڑا افترا اور بہتان ہے کہ آپ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے عدت گزرنے سے پہلے نکاح کر لیا۔ حالانکہ تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ انہوں نے عدت گزاری اور عدت گزرنے کے بعد نکاح ہوا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت گزرنے سے پہلے نکاح کا پیغام تک نہیں بھیجا۔ چنانچہ صحیح مسلم شریف میں ہے۔

لما انقضت عدة زینب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لزيد

(صحیح مسلم شریف ص ۴۶)

فاذکرها علی

یعنی جب (حضرت) زینب (رضی اللہ عنہا) کی عدت پوری ہو گئی تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) زید سے فرمایا کہ تم میری طرف سے زینب کو پیغام نکاح دو۔ لہذا یہ کہنا کہ حضور نے بلا عدت نکاح کر لیا حضور پر بہت بڑا افترا ہے اور یہ آپ کی سخت توہین اور بدترین گستاخی ہے۔ نیز یہ کہنا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو قبل النخل طلاق دی گئی اور ان پر عدت لازم نہ تھی یہ بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ خلوت صحیحہ سے بھی عدت لازم ہو جاتی ہے۔ دخول ہو یا نہ ہو اور حضرت زینب تقریباً ایک سال تک حضرت زید سے ہم صحبت رہی ہیں۔

۲۳۔ انہی مولوی حسین علی صاحب نے لکھا ہے:

اور رسولوں کا کمال عذاب الہی سے نجات پالینی ہے (بلغتہ الحیران ص ۲۲۲)
جب رسولوں کا کمال صرف عذاب الہی سے نجات پالینا ہی ہوا تو جو غیر رسول ہیں وہ تو عذاب الہی سے کبھی نجات نہیں پاسکیں گے کیونکہ ان کو تو رسالت کا کمال حاصل نہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تفسیر بلغتہ الحیران کی مذکورہ بالا عبارات پر خود علماء دیوبند وغیرہ نے بھی گمراہی اور کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ ملاحظہ ہو اشتہار ”تفسیر بلغتہ الحیران علماء دیوبند کی نظر میں“۔
شائع کردہ دارالعلوم رحمانیہ۔ ہری پور ہزارہ
۲۲۔ ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق گنگوہی صاحب کا فتویٰ:

محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا اور عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی کا ہے۔ رشید احمد گنگوہی (فتاویٰ رشیدیہ)

قارئین حضرات! ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق گنگوہی صاحب کا فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اب خود علماء دیوبند کی عبارات ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق ملاحظہ

فرمائیں اور فیصلہ فرمائیں کہ ان میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔
 علماء دیوبند کے عقائد کی کتاب ”المہند“ صفحہ ۱۲ میں ہے:

۲۵۔ بارہواں سوال۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا، مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا، شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا اس کے بائے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو یا کیا مشرب ہے۔

جواب: ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بنا رہے ہیں آگے فرماتے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے تابعین سے سزا ہو کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔

فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت میں ہے کہ ان کے عقائد عمدہ تھے اور المہند کی عبارت میں ہے کہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور ان کے عقیدہ کے خلاف اہل سنت تھے اسی لئے ان کے نزدیک اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح تھا۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک

تمام اہل سنت کو مشرک سمجھنا اور ان کا قتل جائز اور حلال جاننا یہ عمدہ عقیدہ ہے نیز گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں اور دیگر سب علماء دیوبند کہتے ہیں کہ وہ خارجی اور باغی تھے معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک خارجی اور باغی اچھے ہوتے ہیں۔

۲۶۔ اوسنیے: مولوی حسین احمد صاحب مدنی صد مدرس دارالعلوم دیوبند فرماتے

ہیں:- صاحبو! محمد ابن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت و الجماعت سے قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا ہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حریم کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اوبے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔

(الشہاب الثاقب ص ۴۲)

گنگوہی صاحب کہتے ہیں: ان کے عقائد عمدہ تھے وہ اور ان کے مقتدی اچھے

ہیں اور مولوی حسین احمد صاحب کہتے ہیں کہ اس کے خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ تھے۔ وہ اہل سنت کے قتل کو باعث ثواب و رحمت اور ان کے اموال کو مال غنیمت اور حلال سمجھتا تھا۔ اس نے اہل حریم اور اہل حجاز کو سخت تکالیف پہنچائیں۔ یہاں تک کہ ان کو ہجرت کرنی پڑی۔ سلف صالحین اور ان کے تابعین کا بے ادب اور نہایت گستاخ تھا ہزاروں مسلمانوں کا قاتل اور ظالم، باغی، خونخوار اور فاسق تھا۔

اب اگر گنگوہی صاحب سچے ہیں تو یہ دوسرے جھوٹے اور اگر یہ سچے ہیں تو گنگوہی

صاحب جھوٹے فیصلہ ماننے والوں پر ہے۔

۲۷۔ گنگوہی صاحب کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدتاً تھے اور دیوبند کے صدیق مولوی حسین احمد صاحب نے نمبر وار بطور نمونہ ان کے چند عقیدے لکھے ہیں وہ ملاحظہ ہوں:

۱۔ محمد ابن عبد الوہاب کا عقیدہ یہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دینا مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۲۳)

۲۔ نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں (ص ۲۵)

۳۔ زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضوری آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے اس طرف اس نیت سے سفر کرنا مخطوہ و ممنوع جانتا ہے لا تشد الرجال الا الى ثلثة مساجد ان کا مستدل ہے بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں (ص ۲۵)

۴۔ شان نبوت اور حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ہا بیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں..... ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے تو سل دُعایں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے

والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ (ص ۴۶)

۵۔ وہابیہ اشغال باطنیہ و اعمال صوفیہ مراقبہ ذکر و فکر و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فنا و بقا و خلوت و غیرہ اعمال کو فضول و لغو و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں۔ ص ۵۹

۶۔ وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالة جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ و اہیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہ اہل سنت و الجماعت کے مخالف ہو گئے چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعویٰ حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں، لیکن عمل درآمدان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے (الشہاب الثاقب ص ۶۲)

۷۔ مثلاً الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ وَغَيْرَ آيَاتٍ فِي طَائِفِ وَهَابِيَةِ اسْتَوَىٰ نَظَاهِرِي اَوْرَجِهَاتٍ وَغَيْرُهُ ثَابِتٌ كَرْتَا هِي حَسْبُ كِي وَجِهٍ سِي ثَبُوتِ جَسْمِيَّتِ وَغَيْرِهِ لَازِمٌ آتَا هِي (ص ۶۴)

۸۔ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ الصلوة والسلام عليك يا رسول الله کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرین اس نذا اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزار اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ (ص ۶۵)

۹۔ وہابیہ خبیثہ کثرت صلوة و سلام درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأت لائل الخیرات و قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیدہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدہ بردہ میں شرک و غیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں مثلاً

يا اشرف المخلوق مالي من الودبه سواك عندل حلول الحادث لعيم

اے افضل مخلوقات میرا کوئی نہیں جس کی پناہ پکڑوں بجز تیرے بوقت

حوادث - (ص ۶۶)

۱۰- وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم اسرار و حقانی وغیرہ سے ذات سرکائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں۔ (ص ۶۶)

۱۱- وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں۔ (ص ۶۶)

قارئین حضرات! یہ گیارہ عقیدے بطور نمونہ ابن عبد الوہاب نجدی اور ان کے اتباع کے خود دیوبند کے صد مدرس مولوی حسین احمد صاحب نے لکھے ہیں جو گنگوہی صاحب کے نزدیک عمدہ عقیدے ہیں۔ معلوم ہوا کہ انتہائی گندے خبیث اور کفریہ عقیدے ان کے نزدیک عمدہ ہوتے ہیں اور پاکیزہ اور اسلامی عقیدے ان کے نزدیک کفر و شرک اور بدعت ہوتے ہیں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کر شرمہ ساز کرے

۲۸- گنگوہی صاحب کے نزدیک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی صحابی کو کافر کہنے والا اہل سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ ملاحظہ ہو:

جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۱)

غور فرمائیے کہ صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے۔ اس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر آخری صحابی تک سب آگے۔ حالانکہ فقہاء اور ائمہ اہل سنت نے تصریح فرمائی ہے کہ ایسا شخص اہل سنت سے خارج ہے بلکہ حضرات ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی شان میں تبرک کرنے والا بلاشبہ کافر ہے مگر گنگوہی صاحب کے

نزدیک کسی بھی صحابی کو کافر کہنے والا کافر تو کیا سنت جماعت سے بھی خارج نہیں ہوتا۔ ان کے بعض عقیدت مندان کی ناجائز طرفداری کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ کاتب کی غلطی ہے۔ ہوگا کی جگہ نہ ہوگا لکھ دیا ہے۔ مگر یہ محض غلط ہے اس لئے کہ فتاویٰ رشیدیہ کئی بار چھپا ہے مختلف مطبعوں میں طبع ہوا ہے اگر کاتب کی غلطی ہوتی تو ایک چھاپہ میں ہوتی دو میں ہوتی ہر کتاب اور ہر چھاپہ میں یہی عبارت ہے حالانکہ پہلی بار چھپنے پر ہی اس پر مواخذہ شروع ہو گیا تھا۔ علاوہ ازیں اس عبارت میں ہے کہ وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ مطلق گناہ کبیرہ سے آدمی اہل سنت سے خارج نہیں ہوتا۔ رہا یہ کہ انہوں نے ملعون کہا ہے تو یہ ملعون کہنا بھی سنت جماعت سے خارج ہونے پر قرینہ نہیں کیونکہ قرآن پاک میں جھوٹوں پر لعنت فرمائی گئی ہے اور حدیث شریف میں تارک سنت پر لعنت وارد ہے تو کیا جھوٹا اور تارک سنت، اہل سنت و جماعت سے خارج ہے؟

دوسرا رخ دیکھئے! انہی گنگوہی صاحب کے اسی فتاویٰ رشیدیہ میں ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے (ص ۱۶) دوسرے مقام پر ہے: علماء کی توہین و تحقیر کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر علم کے اور دین کے ہو (ص ۵)

لے خود گنگوہی صاحب نے اپنے فتوے میں اس کی تصریح کر دی ہے، ملاحظہ ہو شیعہ کے ذن و کفن کی بابت استفسار فرمایا ہے سو جو لوگ شیعہ کو کافر کہتے ہیں ان کے نزدیک تو اس کی نعش کو ویسے ہی کپڑے میں لپیٹ کر داب دینا چاہیے اور جو لوگ فاسق کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان کی تجہیز و تکفین حسب قاعدہ ہونی چاہیے۔ اور بندہ بھی ان کی تکفیر نہیں کرتا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵)

غور فرمائیے! گنگوہی صاحب کے نزدیک مولوی اسمعیل دہلوی کو کافر کہنے والا اور علما کی توہین اور تحقیر کرنے والا تو کافر ہے مگر صحابہ کرام کو کافر کہنے والا کافر تو کیا سنت جماعت سے بھی خارج نہیں ہوتا۔ فیاللعجب۔

ثابت ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک اپنے علماء کی جتنی قدر ہے صحابہ کرام کی اتنی قدر نہیں ہے۔

حلال و حرام

۲۹۔ سوال: انعقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایات صحیح درست ہے یا نہیں؟

جواب: انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے

منع ہے۔ فقط۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۱)

غور فرمائیے! اسائل سوال کر رہا ہے کہ مجلس میلاد شریف جس میں قیام بھی نہ ہو یعنی کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام نہ پڑھا جائے اور روایات بھی صحیح بیان کی جائیں تو ایسی مجلس میلاد درست ہے یا نہیں؟ گنگوہی صاحب فرماتے ہیں مجلس میلاد ہر حال میں ناجائز ہے اور وجہ اس کی تداعی ہے۔ اس گنگوہی فتویٰ پر حیرت اور سخت تعجب ہے کہ مجلس میلاد شریف کو تو تداعی کی وجہ سے ناجائز قرار دے دیا اور خود دیوبندیوں کے مدرسوں میں دستار بندی کے جلسے ہوتے ہیں اور جگہ جگہ تبلیغی کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں ان میں تداعی اہتمامات۔ قیودات مجلس میلاد سے بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ تاریخ۔ وقت کا تقرر۔ مقام کا تعین۔ اشتہار۔ بذریعہ اخبارات اعلان۔ بذریعہ خطوط وغیرہ مولویوں کو بلانا۔ فرش پچھانا۔ اسٹیج سجانا۔ پنڈال سجانا۔ روشنی وغیرہ تداعی و اہتمامات و قیودات کس زور شور کے ہیں مگر یہاں کراہت کا فتویٰ بھی نہیں اور میلاد شریف کے لئے حکم مارشل لا نافذ ہے کہ بدعت ہے حرام ہے ناجائز ہے۔ معاذ اللہ۔

پھر لطف یہ کہ مجالس میلاد شریف میں شرکت بھی کی جاتی ہے۔ دیوبندی مولویو! جب مجالس میلاد شریف ناجائز اور حرام ہے تو اس میں کیوں شریک ہوتے ہو۔ کیوں نذرانے وصول کرتے ہو؟ کیا تمہارے بٹے بٹے مولوی ہر سال کراچی اور پاکستان کے بٹے بٹے شہروں میں میلاد کے جلسوں میں شریک نہیں ہوتے۔ تقاریر نہیں کرتے؟ ضرور شریک ہوتے اور تقریریں کرتے ہیں! بندہ کے پاس بطور ثبوت سینکڑوں اخباری تراشے اور فوٹو موجود ہیں۔ یہ مذہب ہے یا شکم پڑی۔ یہ دین ہے یا مسلمانوں کو پھانسنے کی ترکیب؟

سوال: جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: کسی عرس اور مولود شریف میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساعس اور مولود درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۴)

۳۱۔ مسئلہ: محفل میلاد جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف و گزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

الجواب: ناجائز ہے۔ بسبب اور وجوہ کے۔ فقط: رشید احمد

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۵)

۳۲۔ مسئلہ: فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر یا شیرینی پر بروز جمعرات کے درست ہے یا نہیں؟

الجواب: فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ فقط رشید احمد۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۱

۳۳۔ سوال ۱: رجب کے مہینے میں تبارک الذی چالیس دفعہ پڑھ کر مرنے کی روح کو ثواب پہنچاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ سوال ۲: جو کہ مدینہ شریف

میں رجبی ہوتی ہے سو وہاں کی طرح یہاں پر ہندوستان میں بھی بہت سے لوگ ۲۶ رجب ۲۷ کی شب کو محفل مولود یا ختم قرآن شریف یا فقط و عظ یا کچھ کھانا پکا کر یا کچھ شیری تقسیم تقسیم کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارواح مبارک کو ثواب پہنچانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ۲۷ تاریخ کو روزہ رکھنا کیسا ہے؟

الجواب: ان دونوں امر کا التزام نادرست اور بدعت ہے اور وجوہ ان کے ناجواز کے اصلاح الرسوم۔ براہین قاطعہ۔ اور اریحہ میں درج ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۳)

۳۴۔ سوال: محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا معہ اشعار بروایت صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی ونیز بسبیل لگانا اور چنڈہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا نادرست ہے یا نہیں؟

الجواب: محرم میں ذکر شہادت حسین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو یا بسبیل لگانا، شربت پلانا یا چنڈہ بسبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ و افتض کی وجہ سے حرام ہیں۔ فقط رشید احمد۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۳)

۳۵۔ مسئلہ کتاب ترجمہ سر الشہادتین (مولفہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی) یا دیگر کتب شہادت خاص رات کو پڑھنا کیسا ہے حسب خواہش نمازیان مسجد یا کسی کے مکان؟

الجواب: ایام محرم میں سر الشہادتین کا پڑھنا منع ہے۔ حسب مشاہد بہت مجالس و افتض کے۔ فقط رشید احمد (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۳)

۳۶۔ مسئلہ کھانا سامنے رکھ کر اس پر بیچ آیت پڑھنا کیسا ہے جس کو عرف عام میں فاتحہ کہتے ہیں۔ زید کہتا ہے کہ کھانے پر فاتحہ پڑھنا نادرست ہے اس لئے کہ حاجی امداد اللہ صاحب سلمہ نے اپنے فتاویٰ میں جائز لکھا ہے بکر کہتا ہے کہ حاجی صاحب موصوف اگرچہ میرے پیر و مرشد ہیں یعنی میرے پیر طریقت ہیں پیر شریعت نہیں ہیں کہ

میں ان کے کہنے پر عمل کروں۔ یہ کہنا بکر کا کیسا ہے اور طریقت اور شریعت ایک ہیں یا دو ہیں۔ لہذا ان مسئلوں کو زیب قلم فرما کر مزین بہر فرماویں۔

الجواب: یہ سب امور بدعت ہیں۔ مسائل اربعین دیکھ لو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۴)

۳۷۔ سوال: طعام المیت میت القلب و طعام المریض القلب حدیث ہے یا قول طعام ایصال ثواب مثل یازدہم غوث الاعظم یا برسی و ششماہی وغیرہ کہ ہندوستان میں رائج ہے یا بلاقیو دیوم وغیرہ طعام ایصال ثواب کے واسطے تیار کیا جاوے تو اس کا کھانا حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی یا جائز خصوصاً ذاکرین شاعلیں کے حق میں کیا حکم ہے۔

الجواب: یہ قول ہے اور یازدہم (یعنی گیارہویں) کا طعام بھی ایسا ہی ہے سب صدقہ ہے اور سب کا کھانا موجب امانت قلب ہے (یعنی دل کے مردہ ہونے کا موجب ہے) فقط رشید احمد (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۴)

۳۸۔ اور سیوم، دہم و چہلم جملہ رسوم ہنود کی ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۹)
۳۹۔ سوم و دہم و چہلم وغیرہ ہمہ بدعت و ماخوذ از کفار ہنود است و آنکہ طعام و بر و نہادہ چیزے می خوانند این طریقہ ہنود است ترک چنین رسوم واجب است کہ من تشبہ بقوم فهو منهم الخ (فتاویٰ اشرفیہ ص ۵۸)

یعنی سوم و دہم و چہلم وغیرہ سب بدعات اور کفار ہنود سے اخذ کی ہوئی رسمیں ہیں کہ وہ کھانا و بر و رکھ کر کوئی چیز پڑھتے ہیں یہ طریقہ ہندوؤں کا ہے ان رسوم کا چھوڑنا واجب ہے کہ (فرمایا) جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔

۴۰۔ مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عیدین میں معانقہ

کرنا اور بغلیگر ہونا کیسا ہے؟

الجواب: عیدین میں معاف کرنا بدعت ہے۔ فقط واللہ اعلم نبذ رشید احمد

گنگوہی۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۲)

قارئین حضرات! آپ نے مذکورہ بالا فتوے ملاحظہ فرماتے ہیں۔ عبارات کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ تشریح کی چنداں ضرورت نہیں خلاصہ یہ ہے کہ دیوبندیوں کے مرئی خلائق جناب گنگوہی صاحب کے نزدیک محفل میلاد شریف جس میں صحیح روایات بیان ہوں اور کوئی خلاف شرع بات نہ ہو اور جس میں صرف قرآن خوانی ہو اور شیرینی تقسیم ہو اور کوئی بات نہ ہو۔ کھانے یا شیرینی پر فاتحہ پڑھنا، شب معراج میں محفل میلاد شریف، ختم قرآن شریف۔ وعظ۔ کھانا یا شیرینی برائے ایصالِ ثواب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کرنا۔ ۲۷ رجب کو روزہ رکھنا۔ آیام محرم شریف میں ذکر شہادت امان کریمین صحیح روایات کے ساتھ کرنا۔ سبیل لگانا۔ شربت دودھ بچوں وغیرہ کو پلانا اور عیدین میں گلے ملنا سب ناجائز۔ حرام۔ بدعت اور گمراہی ہے۔ نیز گیارہویں شریف کے کھانے کا دیوں کے مَرُوہ ہونے کا باعث ہونا اور میت کا سوئم۔ دہم اور چہلم سب بدعت اور کافروں ہندوں کی رسمیں ہیں۔ وہ کھانا سامنے رکھ کر کوئی چیز پڑھتے ہیں۔ لہذا مسلمان جو سامنے کھانا رکھ کر اس پر درود و فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اس میں ہندوؤں کے ساتھ مشابہت ہے تو ان کی مشابہت اختیار کرنے والے انہی میں سے ہوں گے۔ حالانکہ سب مسلمان جانتے ہیں کہ ہندو کفار کھانا سامنے رکھ کر اس پر کبھی درود و فاتحہ نہیں پڑھتے۔ وہ درود و فاتحہ کو ماتے ہی نہیں اور نہ ان کو درود و فاتحہ خوانی آتی ہے وہ پڑھیں گے کیا۔ پھر ان کے ساتھ مشابہت کیسی درود و فاتحہ پڑھنے کو ہندوؤں کے کافرانہ کلام گیتا وغیرہ سے تشبیہ دینا کس قدر ناانصافی اور ظلم ہے۔ کلام میں تو تشبیہ نہ ہوتی البتہ کھانا آگے رکھنے میں ضرور تشبیہ ہے اور دنیا میں جتنے بھی کھانے والے ہیں کفار، مشرکین، جانور، چوپائے، درندے، چرندے، پرندے سب کھانے کی چیزوں کو آگے ہی رکھتے ہیں اور کھاتے ہیں تو دیوبندیوں کو ان سب کی

مشابہت سے پنپنے کے لئے ضروری ہے کہ کھانا کبھی آگے نہ رکھا کریں بلکہ پیچھے رکھ لیا کریں اور نہ اس پر کوئی چیز یعنی بسم اللہ وغیرہ پڑھا کریں کیونکہ ان کے حکیم الامت کے فتوے کی عبارت یہ ہے وآنکہ طعام روبرو نہادہ چیزے می خوانند این طریقہ ہنود است کہ وہ کھانا آگے رکھ کر کوئی چیز پڑھتے ہیں یہ طریقہ ہندوؤں کا ہے تو کھانا رکھ کر کوئی چیز پڑھنا اس میں تو بسم اللہ شریف کا پڑھنا بھی آجاتا ہے۔ کیونکہ بسم اللہ شریف بھی کوئی چیز ہے یا دیوبندیوں کے نزدیک کوئی چیز نہیں؟ معاذ اللہ۔ دیوبندیو! اگر کھانے پر قرآن کریم کی آیت کے پڑھنے کو ہندوؤں کے کلام گیتا وغیرہ سے تشبیہ دینے لگو گے تو پھر یہ بتاؤ کہ ہندو بھی گنگا جمنکا پانی بطور تبرک عقیدت و محبت سے لاتے ہیں۔ اور مسلمان بھی زمزم شریف لاتے ہیں پانی میں تو بہت فرق ہے بطور تبرک عقیدت و محبت سے لانے میں تو تشبیہ ہے۔ ہندو بھی پتھروں کو چومتے ہیں اور مسلمان بھی حجرِ اسود کو چومتے ہیں پتھر کی مورتیوں اور حجرِ اسود میں تو بہت فرق ہے۔ چومنے میں تو تشبیہ ہے۔ کفار ملک گیری وغیرہ کی ہوس میں برائے جنگ میدان میں آتے ہیں۔ مسلمان راہِ حُسن میں کلمہ حق کو بلند کرنے کے لئے برائے جنگ میدان میں آتے ہیں۔ دونوں کی نیتوں اور مقاصد میں تو بڑا فرق ہے مگر میدان میں آنے اور جنگ کرنے میں تو تشبیہ ہے۔

ظالمو! امور خیر کو ناجائز و حرام کرنے اور عوام کو روکنے کے لئے بہانے بناتے ہو تشبیہ کی تہمتیں تراشتے ہو۔ کیا ہندو کفار وغیرہ بہت سے کار خیر نہیں کرتے؟ اور کیا کسی کار خیر کے کرنے سے وہ ان کا شعار ہو جائے گا؟ اور جو مسلمان بھی وہ کار خیر کرے گا وہ حرام کا مرتکب ہوگا۔ شعار کا کوئی معیار بھی ہے یا نہیں؟ کم از کم وہ فعل ان کے ساتھ منحصر ہو ان کی مذہبی علامت ہو تو کیا میت کی رُح کو ثواب پہنچانے کے لئے نیاز فاتحہ وغیرہ کرنا یہ مسلمانوں کی مذہبی علامت ہے یا ہندوؤں کی۔ درود و فاتحہ خوانی مسلمانوں کے ساتھ منحصر ہے یا ہندوؤں کے ساتھ۔ کھانا سامنے رکھنا تو صرف مالی عبادات اور بدنی عبادات کو جمع کرنا ہے۔ کیونکہ دونوں کا ثواب پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔ بہر صورت

ان فتوؤں کے مطابق مذکورہ بالا امور کے کرنے والے سب مسلمان بدعتی۔ گمراہ۔ ناجائز اور حرام کاموں کے کرنے والے اور مردہ دل ٹھہرے اور میّت کا سو تم، دہم اور چہلم کرنے والے سب مسلمان ہندوؤں۔ کافروں میں سے ہونے والے قرار پاتے العیاذ باللہ اب سنیے کہ انہی اکابر علماء دیوبند کے نزدیک جائز اور حلال و طیب کیا ہے

۴۱۔ مسئلہ۔ ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ درست ہے۔ فقط۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۳)

۴۲۔ سوال۔ ہندو جو پیاد پانی کی لگاتے ہیں۔ سو دی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس پیاد سے پانی پینا مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۴)

قارئین حضرات۔ خوب غور فرمائیے! یہ وہی گنگوہی صاحب ہیں جن کے نزدیک محرم کی سبیل کا پانی۔ شربت اور دودھ وغیرہ سب حرام ہے اور گیارہویں شریف کا کھانا دلوں کو مردہ کرتا ہے۔ لیکن ہولی، دیوالی کا ہر کھانا جائز اور درست ہے۔ شاید وہ دیوبندی حضرات کے دلوں کو زندہ کرتا ہوگا۔ نیز ہندو جو مشرک ہے اور مشرک پلید ہے انما المشرکون نجس اور سو جو صریح حرام ہے تو پلید ہندو صریح حرام کا روپیہ خرچ کر کے سبیل لگائے تو اس کا پانی پینا مسلمانوں کے لئے جائز ہے اور شہداء کر بلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایصال ثواب کا پانی شربت دودھ وغیرہ سب حرام یہ ہندوؤں کے ساتھ خاص تعلق، عقیدت اور حضرت امام حسین شہید کر بلا رضی اللہ عنہ کے ساتھ عداوت نہیں تو اور کیا ہے؟

ایک طرف تو تشبہ بالروافض کی آڑ لے کر حرام کہا جائے اور دوسری طرف تشبہ بالہنود سے آنکھیں بند کر کے ہندوؤں کے مشرکاتہ تہوار ہولی، دیوالی کے کھانوں کو حلال اور جائز قرار دیا جائے۔ جس چیز کی نسبت حضرت امام اور دیگر مقربان الہی کی طرف ہو جائے وہ تو نادرست اور حرام ہو جائے اور جس کی نسبت ہولی، دیوالی کی طرف اور ہندوؤں پلیدوں کی طرف ہو جائے وہ درست اور جائز و حلال ہی رہے۔

یہ کانگریسی ملا میں تم کو بتاؤں کیا ہیں

گاندھی کی پالیسی کے عربی میں ترجمہ ہیں (اکبر الہ آبادی)

۴۳۔ مسئلہ: جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کو اکھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا؟ یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب؟

الجواب: ثواب ہوگا۔ فقط رشید احمد۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۰)

۴۴۔ مسئلہ: چوہڑے چمار کے گھر کی روٹی میں حرج نہیں ہے اگر پاک

ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۰)

یہی گنگوہی صاحب نے کو ابو مردار اور نجاست کھاتا ہے اس کا کھانا ثواب

قرار دے دیا اور چوہڑے چمار کے گھر روٹی بھی حلال کر دی۔ جیسا منہ ویسی غذا جن لوگوں

کے دلوں کو تینا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کا کھانا مردہ کرے اور جن کے

لئے محرم کا شربت حرام ہو ان کے لئے کو اور چوہڑے چمار کے گھروں کی روٹیاں ہی

مناسب ہیں تاکہ ان کے قلوب زندہ رہیں۔ دیوبندی حضرات کو چاہیے کہ خوب کوٹے

کھایا کریں اور اپنے علماء کی دعوت بھی کوٹے پکا کر ہی کیا کریں کیونکہ مرغ تو صرف

مباح ہے جس کے کھانے پر نہ ثواب ہے نہ عذاب لیکن کوٹے کھانے پر تو ثواب بھی

ہے یعنی ہم فرماؤ ہم ثواب دونوں باتیں حاصل ہوں گی۔ چنانچہ چند دیوبندی حضرات

نے پچھلے دنوں اس پر عمل بھی کیا۔ ملاحظہ ہو:
۴۵۔ کتے کا گوشت حلال ہے۔

سلاں والی (۶ اگست محمد اکبر نامہ نگار) یہاں جمعیتہ العلماء اسلام ہزاروی گروپ سے تعلق رکھنے والے مقتدر علماء کرام نے کتے کے گوشت کو حلال قرار دیا اور اپنے فتوے پر عمل کرتے ہوئے کتوں کے گوشت سے اپنے کام و دہن کی توضیح بھی کی۔ یہ علماء کرام مدرسہ جامعہ حسینیہ حنفیہ میں جمع تھے جس میں جمعیتہ العلماء اسلام ہزاروی سرگودھا کے صدر حکیم شریف الدین۔ قاری فتح محمد کراچی والے۔ قاری محمد صدیق جھنگ والے اور حافظ محمد ادیس سلاں والی شامل تھے۔ ان علماء کا متفقہ فیصلہ تھا کہ کتے کا گوشت حلال ہے اور کتے کا ذبیحہ کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ انہوں نے اپنے اس فتوے پر اس طرح عمل کیا کہ کتے کے گوشت کی ایک دعوت میں اس سے لطف اندوز ہوتے۔ (روزنامہ اخبار نوائے وقت لاہور، ۶ اگست ۱۹۶۷ء صفحہ ۲ کالم ٹھیک ہے کارِ ثواب میں شرم کس بات کی۔ سب دیوبندیوں کو علی الاعلان کو اکھانا چاہیے نامعلوم بعض دیوبندی حضرات اس ثواب سے کیوں محروم ہیں۔
نوٹ: اہل سنت کے نزدیک کو اکھانا حرام ہے:

۴۶۔ پاکستانی شراب پیو۔ (مولوی غلام غوث ہزاروی دیوبندی کا اعلان) میرپور خاص (۱۰ ستمبر۔ نمائندہ جنگ) جمعیتہ العلماء اسلام کے ناظم اور صوبائی اسمبلی کے ممبر مولوی غلام غوث ہزاروی نے، ستمبر کی رات کو جمعیتہ العلماء اسلام میرپور خاص کے زیرِ اہتمام ایک جلسہ عام کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانیوں کو اگر شراب پینی ہی ہے تو وہ غیر ملکی شراب کی بجائے ملکی شراب یعنی پاکستان میں تیار شدہ شراب استعمال کریں۔ غیر ملکی شراب کا استعمال ترک کرنے اور ملکی شراب پینے سے زرمبادلہ کی بچت ہوگی۔ موصوف نے کہا یہ بات میں اسمبلی

میں بھی کہہ چکا ہوں اور اس جلسہ عام میں بھی برملا کہتا ہوں -
 ناپاک جسے کہتی تھی مشرق کی شریعت
 مغرب کے فقیہوں کا یہ فتویٰ ہے کہ ہے پاک
 (اقبال)



بندہ! محمد شفیع الخطیب الاوکارٹوی غفرلہ
 کراچی (پاکستان)

طفر تماشا

زیر نظر کتاب طباعت کے لئے تقریباً تیار ہی تھی کہ دارالعلوم دیوبند (بھارت) کے ”صد سالہ جشن“ کی دھوم مچی، حیرت ہوئی کہ اپنے مفادات کے لئے یار لوگ وہ کچھ بھی کر لیتے ہیں جو دوسروں کے لئے ہرگز روا نہیں جانتے، سچ ہے کہ حقیقت اپنا آپ بہر حال منوالیتی ہے۔

دارالعلوم دیوبند کو بہت بڑی مذہبی درس گاہ کہا جاتا ہے۔ اس درس گاہ سے تعلق رکھنے والے اکابر علماء کا ذکر کتاب ہذا میں تفصیلاً موجود ہے۔ پوری کوشش کی گئی ہے کہ ان کے عقائد و نظریات کو پوری طرح پیش کیا جاسکے۔ کتاب کے مندرجات سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔

اسے کیا کہیے! کہ مسلمانوں کی اکثریت کو مشرک و بدعتی بنانے والی درس گاہ کے ”صد سالہ جشن“ کا افتتاح ایک عورت اور وہ بھی مشرک کے ہاتھوں ہوا، بھارت کی وزیر اعظم کی تقریر کے متن سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپس کے سیاسی نظریات وغیرہ میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے، مزید تفصیلات معلوم کی جائیں تو بہت کچھ سامنے آئے گا۔

بُت پرستوں کی تعظیم و توقیر یا ان کی مدح از روئے شرع کیا حکم رکھتی ہے علماء دیوبند سے یہ پوشیدہ نہیں۔

مے بلرز و عرش از مدح شقی

علمائے دیوبند کے اس فعل کے سلسلے میں خود کوئی تبصرہ کرنے کی بجائے مشہور دیوبندی عالم مولانا احتشام الحق تھانوی کا اخباری بیان اور وہ خبر جس میں یہ اعلان ”مسز انڈرا گاندھی دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات کا افتتاح کریں گی“ بدیہہ قارئین

(جنگ کراچی) نئی دہلی۔ ۱۹ مارچ (ریڈیو رپورٹ) بھارت کی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی جمعہ ۲۱ مارچ کو دیوبند میں دارالعلوم کی صدسالہ تقریبات کا افتتاح کریں گی۔ صدسالہ تقریبات کے موقع پر بھارت کے محکمہ ڈاک نے ۲۰ پیسے کا ایک خصوصی ٹکٹ جاری کیا ہے جس پر دارالعلوم کی مرکزی عمارت کی تصویر ہے بھارتی حکومت نے دارالعلوم کی تقریبات کے لئے ۸ سو پاکستانیوں کو دیوبند آنے کی اجازت دے دی ہے، پاکستانیوں کی سہولت کے لئے ایک خصوصی ٹرین چلائی جا رہی ہے۔

کراچی۔ ۲۲ مارچ (پ ر) ممتاز عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی نے دارالعلوم دیوبند ضلع سہارن پور کے مہتمم کے نام ایک تار بھیجا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا صدسالہ اجلاس جو بھارت اور پاکستان کے علاوہ دنیا کے دوسرے ممالک کے ہزاروں فاسخ التحصیل مذہبی پیشوا اور علما و مشائخ کا خالص مذہبی اور عالمی اجتماع ہے اس کا افتتاح ایک خاتون کے ہاتھ سے کرانا نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی روایات کے خلاف ہے بلکہ دین اسلام کی برگزیدہ مذہبی شخصیتوں کے تقدس کے بھی منافی ہے جو اپنے حلقے اور علاقوں میں اسلام کی اتھارٹی اور ترجمان ہونے کی حیثیت سے اجتماع میں شریک ہوئے ہیں اگر بھارتی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی کو مسلمانوں کے ساتھ ان کی خیر سگالی اور ہمدردی پر خراج تحسین پیش کرنا تھا جس کی وہ بجا طور پر مستحق ہیں تو وہ مذہبی پیشواؤں کے خالص مذہبی اجتماع کی حیثیت کو مجروح کئے بغیر کسی دوسرے طریقے پر بھی پیش کیا جاسکتا تھا ایشیا کی دینی درس گاہ کے اس خالص مذہبی صدسالہ اجلاس کو ملکی سالمیت کیلئے استعمال کرنا اور باب دارالعلوم کی جانب سے مقدس مذہبی شخصیتوں کا بدترین استحصال اور اسلاف کے نام پر بدترین فتنہ کی استخوان فروشی ہے

ہم ارباب دارالعلوم کے اس غیر شرعی اقدام پر اپنے دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس شرمناک حرکت کو مسلک دیوبند کی ترحیبی تصویر نہ کریں بلکہ اس کی ذمہ داری تنہا دارالعلوم دیوبند کے مہتمم پر ہے جنہوں نے دارالعلوم کی صد سالہ روشن تاریخ کے چہرے پر کلنک کا ٹیکہ لگا دیا۔
(روزنامہ جنگ، کراچی)

کراچی ۲۰ مارچ (پ) ر غازی پور کے ممتاز عالم دین شاہ محمد احمد غفری نے مہتمم دارالعلوم دیوبند کو ایک تار ارسال کیا ہے جس میں انہوں نے دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ کا افتتاح بھارت کی وزیر عظیم مسز اندرا گاندھی کے ہاتھوں کرانے پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دارالعلوم جیسے علم کے بحر بیکراں کے یوم صد سالہ کو جشن و میلہ جیسی تقریب بنایا گیا جس کے لئے کوئی عالم دین نہ مل سکا کہ اس کے ہاتھوں افتتاح ہو سکتا۔
(روزنامہ جنگ کراچی)

(ناشر)



لمحہ منکرہ

یکم محرم الحرام ۱۲۰۰ھ کو مکہ مکرمہ میں جو سانحہ رونما ہوا وہ دنیا کو معلوم ہے جو کچھ ہوا، بہت بُرا ہوا۔ جس جگہ کے لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ ”جو وہاں آگیا وہ امن میں آگیا“ وہاں جس شیطننت کا مظاہرہ ہوا ہے اس نے نوتے کروڑوں سے زائد مسلمانوں کو چیلنج کیا ہے کہ یہ محض انہی غفلت اور عدم اتحاد کا نتیجہ ہے۔

مسلم دنیا نے کعبہ معظمہ پر قابض ہونے والے گروہ کو مرتدین کہا ہے اور کسی نے اختلاف نہیں کیا، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خانہ خدا جو بہر حال معظم و مکرم ہے، کی توہین اور بے ادبی کا مرتکب مرتد قرار دیا گیا ہے، اور حدیث نبوی کے مطابق مرد مومن کی عزت و حرمت عند اللہ کعبہ معظمہ سے کہیں زیادہ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ مخلوق خدا میں کوئی افضل و برتر نہیں۔

دیکھنا یہ ہے کہ مسلم دنیا نے سعودی حکومت کے مخالفین اور کعبے کی بے ادبی اور اہانت کرنے والوں کو مرتدین کہا ہے، تو کیا رحمت عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور توہین کرنے والے بدترین مرتدین نہیں ہیں؟

افسوس! کہ کعبے کے کچھ گستاخ تو اپنے انجام کو پہنچ گئے مگر گستاخان رسول و آل و اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ و بارک وسلم کو ہر سمت کھلی آزادی ہے، ان کی تحریر و تقریر پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ ہماری ایمانی بے بسی اور بے غیرتی نہیں تو کیا ہے؟

بارہا حکام کی توجہ اس جانب دلائی گئی کہ حضور سید عالم، اہل بیت رسول، اصحاب رسول اور اولیائے امت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم کی

ناموس و تقدیس کے تحفظ کا احساس کیا جائے مگر رسمی وعدوں کے سوا کوئی قابل ذکر کاروائی نہیں کی گئی۔

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان ہستیوں سے لاپرواہی اور بے اعتنائی ہی ہماری تباہی و بربادی کا موجب ہے۔ امن و آشتی، عزت و وقار، استحکام و سالمیت کا حصول ان ہستیوں سے کامل و البتگی میں ہی ممکن ہے۔ ان کی سیرت و تعلیمات کو رہنما بنائے اور اپنائے بغیر ہم ہرگز کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔

(ناشر)



قرآن کتابِ ہدایت ہے۔
مکمل ضابطہ حیات ہے۔

قرآن ہماری دنیوی اور اُخروی کامیابی کا ضامن ہے۔

قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

پیر محمد کرم شاہ رضا ازہری کی معرکہ آرا تفسیر

خوبصورت ترجمہ ! بہترین تفسیر

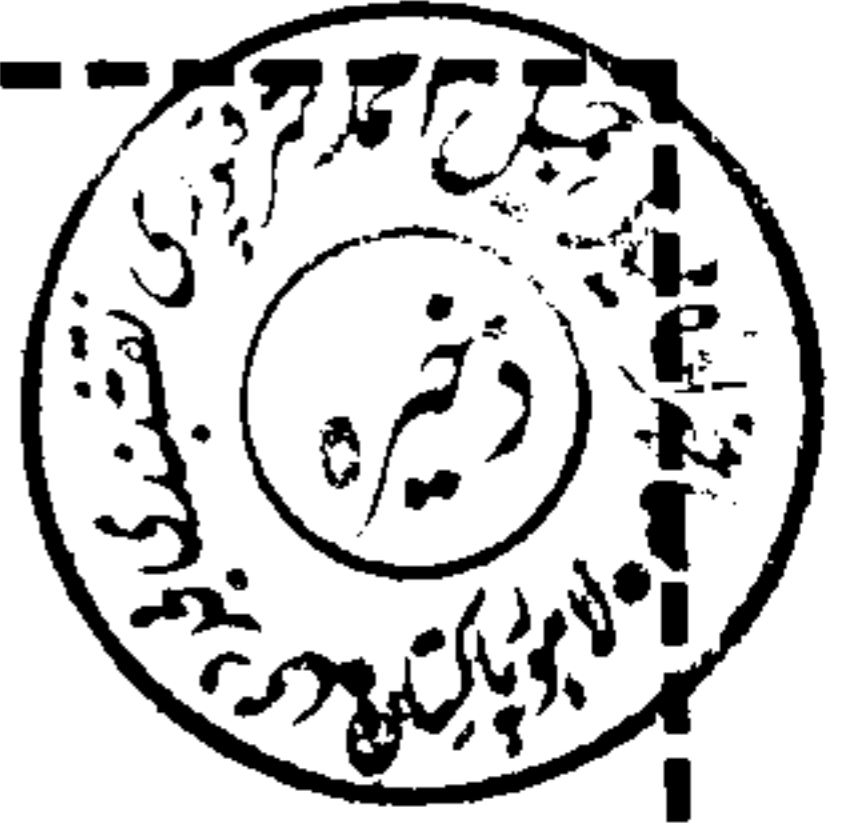
ضیاء القرآن

فہم قرآن کا بہترین ذریعہ ہے

تجھ کر جس کے ہر لفظ سے اعجازِ قرآن کا حسن نظر آتا ہے

تفسیرِ باہلِ دل کے لیے درد و سوز کا ارمغان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ
لاہور



خوشخبری

مشہور و معروف محدث و مفسر
حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
کا عظیم شاہکار

تفسیر مظہری

(زیر طبع)

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین
بھیرہ شریف نے اپنے نامور فضلاء سے اپنی نگرانی
میں کروایا ہے۔

انشاء اللہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
جلد اس علمی کارنامے کو منصہ شہود پر لانے کا
شرف حاصل کرے گا۔



خطبہ پاکستان حضرت محمدتعالیٰ ﷺ مولانا مہر علی صاحب
 خطبہ پاکستان حضرت محمدتعالیٰ ﷺ مولانا مہر علی صاحب

ذکر جمیل

ذکر حسین (دو حصے)

راہِ عقیدت

راہِ حق

نمازِ مستزیم

اما پاکتِ پید پید

شاکرِ بلا

سینینہ فوج (دو حصے)

5149

ضیاءِ قرآن بی بی کبیرہ

اردو بازار لاہور